بھوری آنکھوں والا جاسوس
اے حمید
PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

ناگ، ماریا اور عنبر کی واپسی
کے پانچ ہزار سالہ سفر کی سنسنی خیز داستان

پتھریلی آنکھ والا جاسوس

اے حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قیمت: ۵۰/۷ روپے

جملہ حقوق بحق پبلشرز محفوظ ہیں

بار اول ـــــ ۱۹۸۳ء

ناشر: نیا مکتبہ اقرا، ۱۴ بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور
طابع: الفرید پرنٹرز، لاہور

پیارے دوستو!

اس سے پہلی قسط میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ ناگ ایک اتفاق سے آج کے زمانے میں امریکہ کے شہر واشنگٹن میں نمودار ہو جاتا ہے۔ جب کہ عنبر اور ماریا پچھلے زمانے میں سفر کر رہے ہیں ناگ کی واشنگٹن میں مجھ سے ملاقات ہوتی ہے۔ پھر وہ مجھ سے بچھڑ جاتا ہے اور ایک رات کو جب کہ باہر بادل گرج رہے ہیں اور طوفانی بارش ہو رہی ہے وہ واشنگٹن سے کچھ فاصلے پر ایک ہوٹل کی کھڑکی سے اندھیرے میں مشعلوں کی روشنی دیکھتا ہے کچھ آدمی مشعلیں اُٹھائے رقص کر رہے ہیں اور عجیب آوازوں کے ساتھ کچھ پڑھ بھی رہے ہیں۔ ناگ ہوٹل سے نکل کر اس مقام پر جاتا ہے تو دیکھتا ہے کہ وہاں نہ کوئی مشعل روشن ہے اور نہ کوئی آدمی گاتے ہوئے رقص کر رہا ہے۔ نیز بارش میں اسے ایک طرف سے کسی کے کراہنے کی آواز سنائی دیتی ہے۔ وہ اس طرف جاتا ہے تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک آدمی گردن تک زمین میں دفن ہے اور اس کی آنکھیں باہر کو نکلی ہوئی ہیں۔ وہ درد اور خوف سے کراہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

رہا ہے۔ ناگ اس آدمی کو زمین کے اندر سے نکالتا ہے۔ وہ آدمی ناگ کو ایک بہت ہی خفیہ راز بتا کر مر جاتا ہے۔

ناگ کو اس خفیہ راز کے ذریعے معلوم ہوتا ہے کہ ایک دشمن ملک نے امریکہ کے ایک شہر میں زمین کے اندر رکھے ہوئے تباہ کن میزائلوں کو تباہ کرنے کا منصوبہ بنایا ہے جو اگر تباہ ہو گئے تو دنیا میں تیسری عالمگیر ایٹمی جنگ چھڑ جائے گی اور دشمن ملک امریکہ کے شہروں کے بے گناہ انسانوں کو نیست و نابود کر دے گا۔ ناگ انسانیت کو اس بھیانک تباہی سے بچانے کے لیے اپنے مشن پر نکل کھڑا ہوتا ہے۔ سپرمین بھی اس کے ساتھ ہے مگر بدقسمتی سے دشمن ملک کا ایک پتھریلی آنکھ والا جاسوس سپرمین کو ایک خطرناک سازش کر کے اپنے پھندے میں پھنسا لیتا ہے۔ سپرمین کی ساری طاقت جاتی رہتی ہے۔ پھر کیا ہوتا ہے؟ یہ آپ خود پڑھیے گا۔

اے حمید

خونی سازش

ناگ انسانی شکل میں تھا۔

اس نے جھک کر زمین میں گردن تک دفن آدمی کو دیکھا۔ اس کی حالت بڑی خراب تھی۔ اس کے منہ سے خون بہہ کر بارش کے پانی میں مل رہا تھا۔ ناگ نے فوراً زمین کھودنی شروع کر دی۔ بدقسمت آدمی کا سر ادھر اُدھر گر رہا تھا۔ ایسا لگتا تھا کہ اس کی گردن کی طاقت ختم ہو گئی تھی۔ ناگ نے بڑی تیزی سے مٹی ادھر اُدھر کر کے ادھ موئے آدمی کو گڑھے سے باہر نکالا اور ایک طرف درخت کے نیچے لٹا دیا۔ وہ اسے اٹھا کر اپنے ہوٹل کے کمرے میں لانا چاہتا تھا مگر ادھ موئے آدمی نے ہاتھ کے اشارے سے ناگ کو منع کیا اور بڑی کمزور آواز میں بولا:

"میں مر رہا ہوں۔ یہیں لٹا دو۔"

ناگ نے پوچھا:

"تمھیں کس نے زمین میں دفن کیا؟ تمھارے گرد ناچنے والے انسانی سائے کون تھے"؟

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وہ رُک رُک کر بولا:

"میں مر رہا ہوں۔ میری بات غور سے سنو۔ میں سیون الیون ہوں۔ میں روسی مسلمان ہوں میرے ذمے امریکی X۔M میزائل تباہ کرنے کا کام تھا۔ میں نے کروڑوں بے گناہ انسانوں کو ہلاک کرنے سے انکار کر دیا۔ وہ مجھے یہاں لے آئے اور ریڈ انڈین کے جلاد قبیلے کے حوالے کر دیا جو مجھے زمین میں زندہ گاڑ کر چلے گئے۔"

ناگ نے پوچھا:

"کیا تم پتھریلی آنکھ والے جاسوس کا پتہ بتا سکتے ہو؟"

وہ بولا:

"وہ۔ وہ دو ہزار چار سو پانچ میں ہے۔"

ناگ نے جلدی سے پوچھا:

"یہ کس کا نمبر ہے؟"

مگر وہ شخص مر چکا تھا۔ اس نمبر سے آگے وہ ناگ کو کچھ نہ بتا سکا۔ ناگ نے اس بدقسمت شخص کو وہیں دفن کر کے فاتحہ پڑھی اور واپس اپنے موٹل میں آ گیا۔ اس نے اپنی نوٹ بک میں دو ہزار چار سو پانچ کا نمبر لکھ لیا اور غور کرنے لگا کہ یہ کس کا نمبر ہو سکتا ہے۔ وہ رات ناگ نے سوچتے سوچتے اور غور کرتے گذار دی۔ دن نکلا تو موٹل کا ملازم کمرہ صاف کرنے آ

گیا۔ وہ حبشی تھا۔ ناگ نے یونہی اس سے پوچھا کہ دو ہزار چار سو پانچ سے کیا مراد ہو سکتی ہے؟

نیگرو حبشی نے گردن جھٹک کر کہا:

"یہ تو کسی بلڈنگ کا نمبر ہو سکتا ہے۔"

ناگ چونک اٹھا۔ امریکہ میں تمام بلڈنگوں کے نمبر ہوتے ہیں ڈاک کے لفافے پر یہ نمبر لکھنا بڑا ضروری ہوتا ہے۔ نیگرو کمرہ صاف کر کے چلا گیا تو ناگ نے اپنے علاقے کی کمیٹی یعنی کاؤنٹی کے دفتر میں فون کر کے پوچھا کہ دو ہزار چار سو پانچ نمبر کی بلڈنگ کہاں ہو گی؟ اُدھر سے ایک امریکی لڑکی بول رہی تھی۔ اس نے کہا: انتظار کریں میں دیکھ کر بتاتی ہوں۔ کافی دیر بعد لڑکی بولی:

"اس نمبر کی واشنگٹن میں کوئی بلڈنگ نہیں ہے۔"

ناگ کو بڑی ناامیدی ہوئی۔ اس نے ٹیلی فون بند کر دیا اور بستر پر لیٹ کر ایک بار پھر غور کرنے لگا کہ یہ بلڈنگ اگر واشنگٹن میں نہیں تو پھر کس جگہ ہو سکتی ہے۔ اسے خیال آیا کہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان جاسوسوں نے اپنے خفیہ ٹھکانوں کے الگ خفیہ نمبر رکھے ہوں اور یہ بھی کسی عمارت کا خفیہ نمبر ہو۔ ناگ جس قدر غور کرتا چلا گیا معاملہ اور زیادہ اُلجھتا گیا۔

وہ اُٹھ کر باتھ روم میں چلا گیا۔ گرم پانی سے غسل کیا۔ کپڑے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بدلے۔ ناشتہ کیا۔ اور صوفے پر بیٹھ کر ٹی وی لگا کر خبریں سننے لگا۔ یہاں امریکہ میں سارا دن اور ساری رات ٹیلی ویژن کے پروگرام ہوتے رہتے ہیں۔ باہر موسم سرد تھا۔ بادل چھائے ہوئے تھے مگر بارش نہیں ہو رہی تھی۔ خبروں میں موسم کا حال بتایا جا رہا تھا۔ ناگ کا دماغ کوئی ایسی سکیم سوچ رہا تھا۔ جس کے ذریعے اسے ایک تو دو ہزار چار سو پانچ نمبر والی بلڈنگ کا علم ہو جائے اور دوسرے پتھریلی آنکھ والے جاسوس کا پتہ چل سکے۔ زندہ زمین میں گاڑ دیئے جانے والے آدمی کا نمبر سیون الیون تھا۔ اس کی باتوں سے اندازہ ہو گیا تھا کہ دشمن کے جاسوس X-M میزائلوں کو تباہ کرنے کا پروگرام بنا چکے ہیں اور ہو سکتا ہے کہ انہوں نے X-M میزائلوں کے راز بھی چُرا لیے ہوں۔ ناگ کو اپنی سرگرمیاں تیز کرنے کی ضرورت تھی۔ مگر اس کی سمجھ میں یہ نہیں آ رہا تھا کہ وہ اپنا کام کہاں سے شروع کرے۔ آخر اس کے ذہن میں یہی ایک بات آئی کہ اسے سب سے پہلے پتھریلی آنکھ والے جاسوس کے سفارت خانے میں جا کر دیکھ بھال کرنی چاہیے کہ وہاں کیا ہوتا ہے اور کیا ہو رہا ہے۔

سفارت خانہ وہاں سے زیادہ دور نہیں تھا مگر ناگ شام ہونے کا انتظام کرنا چاہتا تھا تاکہ اندھیرا پھیل جائے۔ تو وہ اپنا کام شروع کرے۔ کیونکہ وہ انسانی شکل میں سفارت خانے میں

داخل ہونا نہیں چاہتا تھا۔ شام تک ناگ ہوٹل کے کمرے میں بیٹھا اپنے پروگرام پر غور کرتا رہا۔ جب شام کے سائے پھیل گئے اور واشنگٹن ڈی سی کی اونچی اونچی بلڈنگوں میں روشنیاں جگمگانے لگیں تو ناگ نے کمرے کو تالا لگا کر چابی نیچے کاؤنٹر پر دی اور چپکے سے باہر نکل آیا۔

باہر موسم ٹھنڈا تھا۔ بارش کی وجہ سے سردی بڑھ گئی تھی۔ ناگ تیرہ نمبر سٹریٹ پر سے ہوتا ہوا لافاں پلازا کی طرف آ گیا۔ یہاں تمام سرکاری دفتر تھے جو بند ہو چلے تھے مگر ان کی بتیاں جگمگا رہی تھیں۔ یہاں سے نکل کر ناگ سمتھ سونین کی طرف چلا اور روٹ ففتھ کے پُل کے نیچے سے ہو کر اس علاقے میں آ گیا جہاں غیر ملکی سفارت خانوں کی خوبصورت عمارتیں تھیں۔ ان عمارتوں پر ایک پُراسرار سی خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ کمروں میں روشنیاں بہت کم ہو رہی تھیں۔ ناگ نے دور ہی سے اس سفارت خانے کا دروازہ دیکھ لیا جس کے گیٹ کے اوپر دھندلی دو بتیاں روشن تھیں اور جس کے اندر اسے جانا تھا۔ موٹر کاریں اس کے قریب سے ہو کر گزر رہی تھیں۔ ڈیو پوائنٹ کی طرف اونچی اونچی ہائی رائز بلڈنگوں کے اپارٹمنٹ نگینوں کی طرح روشن تھے۔ شام کے وقت واشنگٹن کس قدر خوب صورت لگ رہا تھا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ ایک بس سٹاپ کے پیچھے چھوٹے سے پلاٹ میں آکر رک گیا۔ اس نے دائیں بائیں دیکھا کہ کوئی اسے دیکھ تو نہیں رہا۔ سخت سردی میں وہاں کوئی نہیں تھا۔ اب اسے اپنی شکل بدلنی تھی۔ اچانک اسے جھاڑیوں کی طرف سے کسی عورت کی چیخ سنائی دی۔ پھر ایک عورت جھاڑیوں کے پیچھے سے نکل کر بھاگی۔ اس کے پیچھے ایک نیگرو حبشی لگا ہوا تھا۔ ناگ سمجھ گیا کہ یہ کوئی راہزن یعنی راستے میں لوگوں کو لوٹنے والا کوئی چور ہے جو عورت کا پرس چھیننا چاہتا ہے۔ کیونکہ واشنگٹن ڈی سی کے علاقے میں اکثر کالے حبشی رہتے ہیں اور یہاں رات کو سنسان علاقوں میں چوری اور قتل کی اکثر وارداتیں ہوتی رہتی ہیں۔ اگر کسی کے پاس ایک ڈالر بھی نہ نکلے تو کالے حبشی اسے گولی مار کر ہلاک کر دیتے ہیں اور بھاگ جاتے ہیں۔

ناگ جھاڑی کی طرف لپکا۔ وہ اس مظلوم عورت کو بچانا چاہتا تھا۔ اس نے دیکھا کہ کالے حبشی نے امریکی عورت کو ایک درخت کے پاس نیچے گرا رکھا ہے اور اسے مکّے مار رہا ہے۔ ناگ تیزی سے وہاں پہنچ گیا۔ اس نے کالے حبشی کو پرے دھکیل کر عورت کو زمین پر سے اٹھایا۔ یہاں سڑک پر کی بتی کی روشنی آ رہی تھی۔ کالے حبشی نے جیب

سے ریوالور نکال لیا اور اس کا رُخ ناگ کی طرف کر کے بولا:

"تمہاری یہ ہمت ذلیل آدمی۔"

ناگ نے کالے حبشی کو پہچان لیا۔ یہ وہی حبشی تھا جو دو روز پہلے اسے مینارِ واشنگٹن کے پاس ملا تھا اور اس نے ناگ کا مذاق اُڑایا تھا۔ اور ناگ اسے مزا چکھانا چاہتا تھا مگر وہ بے گناہ بچوں کی جان بچانے کے لیے مینار کی طرف چلا گیا تھا۔ اس کالے حبشی نے بھی ناگ کو پہچان لیا اور خونخوار درندوں کی طرح دانت نکال کر غرّایا:

"تو یہ تم ہو گدھے کے بچے! اس روز تو تم بھاگ گئے تھے مگر آج میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

امریکی عورت اس دوران میں بھاگ کر سڑک عبور کر کے کہیں غائب ہو چکی تھی۔ ناگ نے سوچا کہ یہ بھی اچھا ہوا کہ عورت بھاگ گئی۔ اس کالے سے تو میں ایسا سلوک کروں گا کہ ساری زندگی یاد رکھے گا۔ ناگ نے کالے حبشی کی طرف سانپ کی آنکھوں سے دیکھا۔ کالے حبشی پر جیسے جادو سا ہونے لگا۔ اس کا ریوالور والا ہاتھ وہیں کا وہیں رہ گیا اور وہ پتھر بن کر ٹکٹکی باندھے ناگ کی طرف تک رہا تھا۔ ناگ نے یہ طریقہ پہلی بار استعمال کیا تھا۔ اس نے کالے حبشی ڈاکو کی گردن پر ہاتھ رکھ کر کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"اب اس درخت پر چڑھ جاؤ۔"

حبشی لیٹرا جیسے ناگ کے حکم کا پابند ہو چکا تھا۔ چپکے سے ریوالور جیب میں ڈال کر درخت پر چڑھنے لگا۔

ناگ نے کہا:

"اور اوپر چڑھ جاؤ۔"

جب وہ درخت کی اونچی شاخ پر پہنچ گیا تو ناگ نے نیچے سے حکم دیا:

"چھلانگ لگا دو۔"

حبشی لٹیرے نے درخت سے نیچے چھلانگ لگا دی۔ وہ دھڑام سے زمین پر گرا اور کراہنے لگا۔ اس کی دونوں ٹانگیں ٹوٹ چکی تھیں اور ناگ بھی یہی چاہتا تھا کہ کم بخت مرے نہ بلکہ اس کی ٹانگیں ٹوٹ جائیں۔ تاکہ ہسپتال میں رہے اور کچھ دیر تو واشنگٹن کی عورتوں کو اس سے نجات ملے۔

ناگ اس کے قریب جا کر بولا:

"اچھا دوست رخصت ہیں جا رہا ہوں بلکہ غائب ہو رہا ہوں۔"

ناگ نے دوسری طرف منہ کر کے سانس کو آہستہ سے اندر کی طرف کھینچا اور انسان سے سیاہ رنگ کی چھوٹی سی چڑیا بن کر پھر سے اُڑ گیا۔ زخمی حبشی لیٹرا اپنی تکلیف

بھول کر پھٹی پھٹی نگاہوں سے تکنے لگا کہ یہ کون جن بھوت تھا یا آسیب تھا۔ ناگ سیاہ چڑیا کا روپ دھار کر سفارتخانے کے دروازے کے اوپر سے ہوتا ہوا ایک دیوار کے پاس جھاڑیوں میں بیٹھ گیا۔ سفارت خانے کی عمارت کے کسی کمرے میں ہلکی روشنی ہو رہی تھی۔ ناگ وہاں سے اڑا اور دوسری منزل کی ایک کھڑکی میں آ گیا۔ شیشے کا پٹ بند تھا اور آگے پردہ گرا ہوا تھا۔ اندر سے دو آدمیوں کے باتیں کرنے کی آواز آ رہی تھی۔ ناگ نے اندر جھانک کر دیکھنے کی بہت کوشش کی مگر کھڑکی کا پردہ بھاری تھا۔ اس میں سے کچھ بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔

ناگ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ اندر کون لوگ ہیں اور کیا باتیں کر رہے ہیں۔ ان کی آواز بڑی مدھم تھی۔ ایک لفظ بھی ناگ کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ وہ اڑ کر دوسری کھڑکیوں کے پاس گیا۔ کسی کھڑکی کے اندر سے باتیں کرنے کی آواز نہیں آ رہی تھی۔ اب اس کے لیے ضروری ہو گیا تھا کہ وہ ان لوگوں کی باتیں سنے جو روشن کھڑکی کے پردے کے پیچھے باتیں کر رہے تھے۔ وہ ایک بار پھر اسی کھڑکی کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔

اس نے کھڑکی کے شیشے پر زور زور سے چونچیں ماریں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

شروع کر دیں۔ مگر اندر سے کسی نے کھڑکی نہ کھولی۔ بس ایک بار اندر کی طرف سے پردہ ایک طرف ہٹا اور ایک سفید ڈاڑھی والے گنجے آدمی نے شیشے پر جھک کر دیکھا اور پردہ گرا کر پھر واپس چلا گیا۔ ناگ نے سوچا کہ اس طرح سے کام نہیں چلے گا۔ اسے کوئی زبردست سکیم بنانی ہو گی۔ وہ ہوا میں جھولتا ہوا نیچے عمارت کے لان میں آ گیا۔ یہاں برآمدے میں ایک طرف سے لفٹ اوپر جا رہی تھی۔ باہر ایک آدمی پہرہ دے رہا تھا۔ وہ وردی پہنے ہوئے تھا۔

ناگ اب اس انتظار میں تھا کہ کسی طرح لفٹ کا دروازہ کھلے تو وہ اس میں داخل ہو کر اوپر چلا جائے۔ اس نے معلوم کر لیا تھا کہ روشنی والی کھڑکی عمارت کی تیسری منزل پر ہے۔ اتنے میں ایک آدمی رجسٹروں کا پلندہ اٹھائے ایک کمرے سے نکل کر لفٹ کے پاس آ گیا۔ پہرے دار نے فوراً بٹن دبا دیا۔ تھوڑی دیر میں لفٹ نیچے آ گئی اور اس کا دروازہ کھل گیا۔ ناگ نے اڈاری ماری اور پھر سے اڑ کر لفٹ کے اندر جا کر چھت کے ساتھ لگے ایک کنڈے پر بیٹھ گیا۔ دونوں آدمیوں نے سیاہ چڑیا کو دیکھا اور مسکرا دیئے۔ رجسٹروں کے پلندے والا آدمی لفٹ میں آ گیا۔ لفٹ اوپر اٹھنے لگی۔ اس نے اتفاق سے تیسری منزل کا بٹن دبایا تھا۔ وہ اسی روشنی

والے کمرے میں جا رہا تھا۔ ناگ بھی چڑیا کی شکل میں لفٹ سے باہر نکل آیا۔

یہاں دو آدمی سامنے سے آ رہے تھے۔ انہوں نے سیاہ چڑیا کو دیکھ کر کہا:

"یہ چڑیا کہاں سے آ گئی ہے۔ اسے باہر نکالو۔"

دوسرے آدمی نے نوکروں کو آواز دی۔ دو آدمی آ گئے اور چڑیا کو پکڑنے کی کوشش کرنے لگے۔ اس عرصے میں ناگ نے دیکھ لیا تھا کہ روشنی والے کمرے کا دروازہ راہ داری کے آخر میں تھا۔ اسی کمرے میں رجسٹروں والا آدمی داخل ہوا تھا۔ مگر اب ان لوگوں سے بھی جان بچانا ضروری تھا۔

ناگ اڑ کر راہ داری کے کونے میں چلا گیا۔ یہاں کچھ اندھیرا تھا۔ دونوں نوکر اسے پکڑنے کے لیے بڑھے۔ ناگ نے سانپ بن کر جو اپنا پھن اٹھا کر پھنکار ماری تو دونوں سر پر پاؤں رکھ کر بھاگ گئے۔ وہاں سانپ سانپ کا شور مچ گیا۔ اتنے میں ناگ کو پھر سے چڑیا بن کر روشنی والے کمرے میں داخل ہونے کا موقع مل گیا۔ اندر دو آدمی اور ایک عورت بیٹھی تھی۔ ایک بڈھا ڈاڑھی والا گنجا تھا اور دوسرا نوجوان اور نوکیلی ڈاڑھی والا تھا۔ عورت بھاری بھر کم تھی اور میز پر رکھے رجسٹروں کو دیکھ رہی تھی۔

سانپ کا شور سن کر بڈھے نے پوچھا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"یہ سانپ یہاں کہاں سے آ گیا؟"

نوجوان بولا:

"وہ لوگ اسے پکڑ لیں گے۔ آپ اپنی بات جاری رکھیں۔"

ناگ چھت کے بیچ میں لگے بجلی کے جھاڑ کے اوپر جا کر بیٹھ گیا تھا۔ بوڑھے نے رجسٹروں والے آدمی کو باہر نکال کر دروازہ اندر سے بند کر دیا اور بولا:

"میں یہ کہہ رہا تھا کہ ہمارا مشن تقریباً مکمل ہو چکا ہے۔ امریکی ایم ایکس میزائلوں کا راز اس وقت ہمارے سفارت خانے کے تہہ خانے کی خفیہ تجوری میں بند ہے۔ اسے ہم کل سفارتی تھیلے میں بند کر کے روس بھجوا رہے ہیں اور اس کی ایک نقل ہم یہاں اپنے پاس بھی رکھیں گے۔ اب باقی کام ایم ایکس میزائلوں کو تباہ کرنے کا ہے۔"

نوجوان نوکیلی ڈاڑھی والے نے کہا:

"اس کے لیے آپ نے کیا سوچا ہے؟"

بھاری بھرکم عورت نے رجسٹر بند کر کے کہا:

"ہمیں میزائلوں کے پھٹنے سے کم از کم ایک روز پہلے یہاں سے خفیہ طور پر نکل جانا ہوگا۔"

بڑھا اپنے گنجے سر پر ہاتھ پھیر کر بولا:

"میں بھی بات کرنے والا تھا۔ ہم کب یہاں سے نکل سکیں گے اور میزائل کب پھٹیں گے؟ اس سلسلے میں جب تک ہمیں ہمارا خاص جاسوس کراسکی ہمیں اشارہ نہیں کرتا ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ کیونکہ میزائلوں کے انتہائی خفیہ امریکی تہہ خانوں میں جا کر وہاں ٹائم بم لگانا اس کا کام ہے۔"

نوکیلی ڈاڑھی والا نوجوان بولا:

"مسٹر کراسکی تو چھ روز سے غائب ہے۔"

بوڑھے نے کہا:

"وہ اپنا کام کر رہا ہے۔ ہمیں اس پر بھروسہ کرنا ہوگا وہ ہمارے ملک کا سب سے زیادہ ہوشیار چالاک اور خطرناک جاسوس ہے۔ اپنے ملک کے لیے جاسوسی کرتے ہوئے وہ اب تک کچھ نہیں تو ایک ہزار آدمیوں کو خاموشی سے ہلاک کر چکا ہے۔ ابھی آج رات اس نے روس کے ایک مسلمان ساتھی جاسوس کو ریڈ انڈین لوگوں سے قتل کروایا ہے۔ کیونکہ اس مسلمان جاسوس نے میزائلوں کو تباہ کرنے سے انکار کرتے ہوئے امریکہ میں سیاسی پناہ لینے کی کوشش کی تھی۔ اس لیے ہمیں اس کی چابکدستی اور چالاکی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔ وہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بہت جلد سفارت خانے میں آ کر ہمیں یہاں سے چلے جانے کی خوش خبری سنائے گا۔"

عورت بولی:

"یہاں واشنگٹن میں ہمارے سفارت خانے کے ایک دم سے خالی ہو جانے سے چہ میگوئیاں ہو سکتی ہیں اور واشنگٹن کی تباہی کے بعد روس پر اس تباہی کا الزام لگایا جا سکتا ہے۔"

بوڑھا بولا:

"ہم کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہونے دیں گے۔"

نوجوان نے کہا:

"مگر باہر امریکی پولیس پہرہ دے رہی ہے۔ وہ ہم سب کو ضروری کاغذات سمیت یہاں سے نکلتا دیکھ کر اپنی حکومت کو خبر کر دے گی۔"

بوڑھے نے کہا:

"ہم باہر کے گیٹ سے نہیں بلکہ سفارت خانے کے ایک خفیہ دروازے سے باہر نکلیں گے۔"

ناگ ان کی ساری باتیں بڑے غور سے سن رہا تھا اور ایک ایک راز اس کے سامنے کھلتا جا رہا تھا۔ یہ کراسکی نام کا آدمی ضرور پتھریلی آنکھ والا جاسوس ہی ہو سکتا تھا۔ ناگ نے سوچا۔ ابھی

تک اس کی سمجھ میں دو ہزار چار سو پانچ کے نمبر کا معمہ نہیں آیا تھا کہ یہ نمبر کس کا ہے۔ آیا یہ کسی خفیہ عمارت کا نمبر ہے یا کسی خفیہ کمپیوٹر کے تالے کا نمبر ہے۔

مگر تھوڑی ہی دیر بعد یہ معمہ بھی حل ہو گیا۔ بھاری بھر کم عورت نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا:

"ہمیں ایم ایکس میزائلوں کا راز جتنی جلدی ممکن ہو سکے۔ اپنے ملک بھجوا دینا چاہیے۔ اگرچہ یہاں سفارتخانے میں کوئی خطرہ نہیں ہے۔ پھر بھی ہمیں اس کام میں دیر نہیں کرنی چاہیے۔"

گنجے آدمی نے کہا:

"اس معاملے میں فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ ایم ایکس میزائلوں کے راز کی نقل نیچے تہہ خانے کی جس خفیہ تجوری میں پڑی ہے اس کا کوڈ نمبر سوائے میرے اور کراسکی کے اور کسی کو معلوم نہیں ہے ہم دو ہی آدمی اسے نکال سکتے ہیں۔ دوسرا کوئی آدمی اگر تجوری کو دستی بم بھی مار دے تو اسے نہیں کھول سکتا۔ تجوری بم پروف ہے۔"

ناگ چڑیا کی شکل میں چھت سے لٹکتے ہوئے جھاڑ پر بیٹھا تھا۔ سوچنے لگا کہ ہو سکتا ہے یہ نمبر خفیہ تجوری کے کمپیوٹر کے

تابے کا بنا ہو۔ ناگ اب یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ یہ خفیہ تجوری سفارت خانے کے تہہ خانے میں کس جگہ پر ہے مگر اس سے پہلے وہ پتھریلی آنکھ والے جاسوس کراسکی کو تلاش کرنا چاہتا تھا تاکہ ایم ایکس میزائلوں کو تباہ ہونے سے بچایا جا سکے۔ واشنگٹن کے لاکھوں بچوں عورتوں اور نوجوانوں اور بوڑھوں کو ہلاک ہونے سے بچایا جا سکے۔ وہ ان کی باتوں کو ایک بار پھر غور سے سننے لگا۔

بوڑھا ایک رجسٹر کے پاس گیا۔ اسے کھولا اور اس میں سے نیلے کاغذ کا ٹکڑا نکال کر بولا:

"یہ وہ خفیہ لفظ ہے جسے اگر ہم اپنے وائرلیس پر بولیں تو اس کی فریکوئنسی ہمارے خطرناک ترین جاسوس کراسکی کے جیب میں رکھے ہوئے چھوٹے سے وائرلیس سیٹ سے جا ملے گی اور ہم اس سے بات کر سکیں گے۔ میں ابھی اس سے بات کر کے پتہ کرتا ہوں کہ اس کا کام کس مقام تک پہنچا ہے۔"

بوڑھے نے دوسری دراز میں سے چھوٹا سا وائرلیس سیٹ نکال کر نیلے کاغذ پر لکھا ہوا لفظ بولا۔ کمرے میں خاموشی تھی۔ دوسرے لمحے ادھر سے جاسوس کراسکی کی ہلکی سی آواز آئی۔ پندرہ سیکنڈ تک انہوں نے دبی زبان میں باتیں کیں جنہیں ناگ نہ

سن سکا۔ وائرلیس سیٹ بند کر دیا گیا۔

بوڑھے نے کہا:

"شاید آپ نے بھی سن لیا ہو گا کہ میزائلوں کی تباہی کا دن بہت قریب آ رہا ہے۔"

تینوں کے چہروں پر خوشی کی چمک آ گئی۔ اتنے میں دروازے پر دستک ہوئی۔ ایک نوجوان لڑکی نے اندر آ کر کہا کہ سفیر صاحب بلا رہے ہیں۔ بوڑھے نے دراز کو بند کیا۔ نیلے رنگ کے کاغذ کو رجسٹر میں ایک جانب چھپا کر رکھا اور اپنے ساتھیوں کو لے کر کمرے سے باہر نکل گیا۔ ناگ کو باہر سے تالہ لگانے کی آواز آئی۔ جب کمرہ خالی ہو گیا۔ تو ناگ اڈاری مار کر نیچے میز پر آ گیا۔ یہاں آ کر اس نے انسانی شکل بدلی اور سب سے پہلے کمرے کی اندر سے چٹخنی چڑھا دی۔

پھر اس نے رجسٹر میں سے نیلا کاغذ نکال کر اس کو غور سے دیکھا۔ اس پر روسی زبان کا ایک لفظ "تانیا" لکھا تھا۔ ناگ عنبر اور ماریا جیسا کہ آپ جانتے ہیں ہر زبان پڑھ لکھ اور بول سکتے ہیں۔ چنانچہ ناگ نے اس لفظ کو یاد کر لیا اور نیلے کاغذ کو پھر سے رجسٹر میں رکھ دیا۔ کمرے کی چٹخنی کھول دی اور دوبارہ سیاہ، ننھی چڑیا بن کر ایک بڑی کرسی کے پیچھے دیوار کے ساتھ لگ کر بیٹھ گیا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ سفارت خانے کے تہہ خانے میں پہنچ کر ایم ایکس میزائلوں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کا راز کیوں کر اڑایا جائے۔ کیوں کہ یہ لوگ دو ایک دن کے اندر
اندر میزائلوں کا راز واشنگٹن سے اپنے ملک پہنچانے والے تھے
رات کے دس بجنے والے تھے اور سفارت خانے کی بلڈنگ میں
خاموشی چھائی ہوئی تھی۔

ناگ کو خیال آیا کہ اس نے غلطی کی جو ان لوگوں کے ساتھ
سفیر کے کمرے میں نہیں گیا۔ اسے معلوم کرنا چاہیے تھا کہ سفیر ان
لوگوں کے ساتھ کس قسم کی میٹنگ کر رہا ہے۔ پھر اس نے سوچا
کہ اسے اس سفارت خانے سے صرف ایم ایکس میزائلوں کے راز
کی فائل نکال کر واپس امریکی محکمہ دفاع کو پہنچا دینی چاہیے۔ کیوں کہ
جب تک امریکہ کے پاس بھی ایم ایکس میزائل ہوں گے دنیا کی
کوئی دوسری طاقت جنگ نہیں شروع کر سکے گی اور اس طرح
دنیا تباہی سے بچ جائے گی۔ سوال یہ تھا کہ وہ تہہ خانے میں
کس طرح پہنچے؟

اسی سوال پر ناگ چڑیا کی شکل میں بڑی آرام کرسی کے
پیچھے دیوار کے ساتھ لگا بیٹھا غور کر رہا تھا۔ چڑیا کی شکل میں
نیچے جانے کا کوئی فائدہ نہیں تھا اور ویسے بھی اس طرح نیچے
جانا مشکل تھا کیونکہ تہہ خانے میں سخت پہرا تھا اور وہاں نہ
کوئی روشن دان تھا۔ نہ کھڑکی تھی۔ صرف لوہے کا دروازہ ہوگا جو
کمپیوٹر کے ذریعے کھلتا ہوگا۔ ناگ نے اس سے پہلے بھی اس

قسم کے تہہ خانے دیکھے تھے۔ اسے تہہ خانے میں داخل ہو کر
خفیہ تجوری سے رازوں کی فائل نکالنی تھی اور پھر اسے وہاں سے
لے کر باہر بھی نکلنا تھا۔ اس وقت ناگ کو ماریا بہن بہت یاد
آئی۔ وہ غائب ہو کر بڑے آرام سے تہہ خانے میں داخل ہو سکتی
تھی اور پھر باہر بھی آ سکتی تھی۔ ماریا کو یاد کر کے ناگ اداس
ہو گیا۔ بے چاری سترہ سو سال پیچھے رومن زمانے میں کسی ظالم
جاگیردار کی حویلی میں نوکروں کا کام کر رہی ہو گی اور وہ بھی ایک
کمزور عورت کی شکل میں، کیوں کہ غار میں سے نکلتی شعاعوں کے
اثر سے اس کی طاقت جاتی رہی تھی اور وہ ایک کمزور عورت کی
شکل میں ظاہر ہو گئی تھی۔ ناگ اپنی بہن کو آسانی سے نہیں مل
سکتا تھا۔ وہ تاریخ کے صفحوں پر بہت ہی آگے ماڈرن زمانے کے
امریکہ میں نکل آیا تھا۔ اسے واپس جانے کی صرف ایک ہی امید
نظر آ رہی تھی اور وہ تھی واشنگٹن کے خلائی عجائب گھر میں لگی
ہوئی ستاروں کی گردش بتانے والی وہ کمپیوٹر مشین جس پر ستاروں کا
گول چکر لگا ہوا تھا۔ لیکن جب تک ناگ دنیا کے کروڑوں انسانوں
اور معصوم بچوں کو ایٹمی میزائلوں اور خطرناک زہریلی گیس کے بموں
کی تباہی سے بچا نہیں لیتا وہ واشنگٹن سے نکل کر سترہ سو سال تاریخ
کے پچھلے زمانے میں نہیں جا سکتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ ناگ اس کام
کو جلد سے جلد ختم کرنا چاہتا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اچانک ناگ کو سپرین کا خیال آیا کہ اگر وہ کسی طرح یہاں
تہ خانے میں پہنچ گئے تو ایم ایکس میزائلوں کا راز اڑانے میں آسانی
ہو سکتی ہے۔ مگر سوال یہ تھا کہ سپرین اگر یہاں آ گیا تو سفارت خانے
میں سب کو پتہ چل جائے گا۔ ٹھیک ہے ان لوگوں کی گولیوں سے
وہ خود نہیں مر سکے گا مگر وہ ایم ایکس
میزائلوں کے راز کی فائل بھی یہاں سے نہیں لے جا سکے گا۔ کیونکہ
سفارت خانے کے محافظ اس پر آگ اگلنے والے پائپ سے آگ
کا شعلہ پھینک کر فائل کو جلا کر بھسم کر ڈالیں گے۔ اس طرح سے
یہ راز امریکہ کے ہاتھ سے بھی نکل جائے گا اور دوسرا طاقتور ملک
حملہ کر کے کروڑوں انسانوں کو ہلاک کر سکے گا۔

ناگ نے دل میں فیصلہ کر لیا کہ یہ کام اسی اکیلے کو کرنا ہوگا
اور سپرین سے بعد میں کسی دوسری مہم میں مدد لی جائے گی۔
اب اس کا دماغ اپنی کسی نئی سکیم پر تیزی سے غور کرنے لگا۔
آخر ایک نئی سکیم اس کے دماغ میں آ گئی۔ جیسا کہ آپ سب
کو معلوم ہی ہے ناگ میں اتنی طاقت تھی کہ وہ جس انسان کا
چاہے روپ بدل سکتا تھا۔ لیکن اس میں ایک مشکل یہ تھی
کہ وہ جس عورت یا آدمی کی شکل اختیار کرتا ہے اس آدمی
یا عورت کی یادداشت حاصل نہیں کر سکتا تھا۔ یعنی اگر وہ سفیر
کی شکل اختیار کرے تو اسے یہ یاد نہیں رہ سکتا تھا کہ سفیر کے

ماں باپ کون ہیں۔ وہ کس جگہ پیدا ہوا اور اس کے دفتر کے
خاص خاص نمبر نام اور راز کیا ہیں۔ مگر وقت بہت کم تھا۔
ناگ کو ہر حالت میں یہ خطرہ مول لینا ہی تھا۔

ناگ نے سوچا کہ اسے نوکروں، پہرے داروں کا روپ بدلنے
کی بجائے سیدھے سبھاؤ سفیر کا ہی روپ بدل لینا چاہیے تا کہ
جلدی سے جلدی کام ہو سکے۔ مگر اس کے لیے ضروری تھا کہ
وہ سفیر کے سامنے جائے اور اسے نظر بھر کر دیکھے۔ ناگ نے
فوراً ایک باریک سے بھورے رنگ کے سانپ کا روپ بدلا
اور بند دروازے کے نیچے سے نکل کر باہر راہداری کے قالین
پر رینگتا ہوا کسی ایسے کمرے کو تلاش کرنے لگا جس کے اندر سے
آدمیوں کی آوازیں آ رہی ہوں۔ کیونکہ اسے یقین تھا کہ اسی
کمرے میں سفیر اپنے آدمیوں کے ساتھ بیٹھا کوئی خفیہ بات چیت
کر رہا ہوگا۔

راہداری میں دھیمی سی روشنی تھی۔ کوئی انسان دکھائی نہیں
دے رہا تھا۔ ناگ کے لیے یہ بڑی اچھی بات تھی۔ وہ رینگتا
ہوا ایک جانب گھوم گیا۔ راہداری کے آخر میں اسے ایک
کمرے کے نیچے سے روشنی آتی دکھائی دی۔ وہ تیزی سے کمرے
میں داخل ہو کر دیوار کے ساتھ قالین کے نیچے چلا گیا۔ پھر
اس نے سر اٹھا کر دیکھا۔ یہ ایک شاندار کمرہ تھا۔ دیواروں پر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سرخ پردے پڑے تھے۔ درمیان میں ایک بہت بڑی میز کے پیچھے ایک سنہری فریم کی عینک والا ادھیڑ عمر آدمی سرخ گاؤن پہنے بیٹھا سگار پی رہا تھا۔ اس کا سر درمیان سے گنجا تھا۔ کناروں پر تھوڑے تھوڑے بال تھے۔ یہ شخص روسی سفیر تھا۔ اس کے آس پاس وہی لوگ بیٹھے تھے جو اس سے پہلے والے کمرے میں موجود تھے۔ یہ لوگ امریکی ایم ایکس میزائلوں کے راز کی باتیں کر رہے تھے۔ باقی آدمی اور عورت سفیر کو جناب کہہ کر پکار رہے تھے۔ ناگ سمجھ گیا کہ یہی سفیر ہے اور اسے اسی کی شکل اختیار کرنی ہے۔ مگر اس کے لیے ضروری تھا کہ اصلی سفیر کو بے ہوش کر کے کسی ایسی جگہ بند کیا جائے۔ جہاں سے وہ کم از کم ایک ہفتہ باہر نہ نکل سکے۔ دیکھنے میں یہ بڑا مشکل کام تھا۔

مگر ناگ کے لیے یہ کوئی مشکل کام نہیں تھا۔ سفارت خانے کی عمارت میں بے شمار کمرے تھے۔ وہ سفیر کے جسم میں بے ہوشی کا زہر داخل کر کے اسے کسی بھی کمرے میں ہفتہ بھر کے لیے بند کر سکتا تھا۔ مشکل صرف اس بات کی تھی کہ وہ سفیر کو اٹھا کر کیسے لے جاتے۔ ناگ نے کمرے کو غور سے دیکھا۔ یہ بہت بڑا کمرہ تھا اور اس میں بڑی بڑی الماریاں اور صندوق بھی پڑے تھے۔ اس کے ذہن میں خیال آیا کہ کیوں نہ وہ سفیر کو بے ہوش کر کے اسی کمرے میں کسی الماری یا صندوق

اندر بند کر دے۔ کسی کو شک بھی نہیں پڑے گا۔ کوئی اسے تلاش بھی نہیں کرے گا۔ کیونکہ سفیر کی شکل میں وہ خود وہاں موجود ہو گا۔

ناگ اپنے اس خیال پر خوش ہو گیا۔ اب وہ انتظار کرنے لگا کہ یہ باقی لوگ باہر جائیں تو وہ اپنا کام شروع کرے۔ بس ایک ہی خطرہ تھا کہ کہیں سفیر بھی ان لوگوں کے ساتھ ہی باہر نہ نکل جائے۔ ناگ ان کی باتیں سنتے ہوئے انتظار کرنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد سفیر نے گھڑی دیکھ کر کہا:

"ساتھیو! وقت بہت ہو گیا ہے۔ اب ہمیں آرام کرنا چاہیے۔"

دونوں آدمی اور ادھیڑ عمر کی عورت اٹھ کھڑی ہوئی۔ سفیر بھی ساتھ ہی اٹھا۔ ناگ نے کہا یہ تو برا ہوا۔ اس کمبخت کو نہیں جانا چاہیے۔

اچانک سفیر رک گیا اور بولا:

"تم لوگ آرام کرو۔ میرا خیال ہے میں یہ کام ختم کر کے ہی جاؤں گا۔"

وہ لوگ باہر نکل گئے اور کمرے میں سفیر اور ناگ اکیلے رہ گئے۔ ناگ کے لیے اپنی سکیم پر عمل کرنے کا یہ سنہری موقع تھا۔ کمرے میں خاموشی چھا گئی۔ سفیر میز پر جھکا فائل پر کچھ لکھ رہا تھا۔ ٹیبل لیمپ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کی روشنی میں اس کی عینک کا سنہری فریم اور گنجا سر چمک رہا تھا۔ ناگ وقت ضائع کیے بغیر رینگتا ہوا سفیر کی کرسی کے پیچھے کی جانب پہنچ گیا۔ سفیر کے پاؤں میں سلیپر تھے اور اس نے گرم جرابیں پہن رکھی تھیں۔ ناگ بڑے آرام سے سفیر کی کرسی پر رینگتا ہوا اس کے کندھے پر آگیا اور اس سے پہلے کہ سفیر ہاتھ مار کر اسے نیچے گراتا، ناگ نے سفیر کی گردن پر ڈس لیا اور اس کے جسم میں دیر تک بے ہوش کرنے والا زہر داخل کر دیا۔ یہ زہر اس قدر تیز تھا کہ سفیر کی گردن ایک طرف ڈھلک گئی اور وہ بے ہوش ہو گیا۔

خفیہ راز کی چوری

ناگ فوراً انسان کی شکل میں آگیا۔

اس نے سفیر کو کرسی پر سے اٹھا کر قالین پر لٹا دیا۔ پھر دروازے کو اندر سے بند کر دیا۔ اسے اب سفیر کی شکل اختیار کرنی تھی۔ ناگ زندگی میں شاید پہلی بار یہ تجربہ کر رہا تھا۔ اس نے یاد کر کے ایک پُراسرار منتر پڑھنا شروع کر دیا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں اور ہونٹ آہستہ آہستہ ہل رہے تھے۔

تھوڑی دیر بعد ہی ناگ کے چہرے پر دھند سی چھانے لگی۔ پھر اس کے سر پر ایک سفید سانپ نے ظاہر ہو کر اپنا پھن پھیلا دیا۔ ناگ آنکھیں بند کیے برابر منتر پڑھے جا رہا تھا۔ سفید سانپ کی سرخ آنکھوں سے روشنی کی کرنیں نکل کر سفیر کے چہرے پر پڑنے لگیں۔ پھر روشنی کی یہی کرنیں سفیر کے چہرے سے نکل کر ناگ کے سارے جسم پر پڑنے لگیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے ان کرنوں نے ناگ کے سارے جسم کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ یہ منظر پانچ منٹ تک قائم رہا۔ اس کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بعد روشنی کم ہونے لگی اور ناگ کے چہرے سے دھند غائب ہو گئی اور اس کے سر پر بیٹھا ہوا سفید سانپ بھی غائب ہو گیا۔

ناگ کی شکل سفیر کی شکل میں بدل چکی تھی۔ وہ ہو بہو سفیر لگ رہا تھا۔ وہی گنجا سر، سرخ و سفید رنگ اور آنکھوں پر سنہری فریم والی عینک۔ اس کا لباس نہیں بدلا تھا۔ ناگ نے جلدی سے سفیر کے ساتھ اپنا لباس بدلا اور کمرے میں کوئی ایسی جگہ تلاش کرنے لگا جہاں وہ بے ہوش سفیر کو چھپا سکے۔ ناگ ادھیڑ عمر بھی ہو گیا تھا۔ مگر اس کے اندر طاقت جوانوں ایسی تھی۔ کمرے کے کونے میں سب سے پیچھے ایک پرانا لکڑی کا بڑا سا صندوق پڑا تھا۔ ناگ نے سفیر کو اس صندوق میں لٹا کر باہر تالا لگا دیا۔ ناگ کے زہر میں بیہوشی کے اثر کے ساتھ ساتھ وہ طاقت بھی تھی جو سفیر کو چھ سات روز تک زندہ رکھ سکتی تھی۔ اس کام سے فارغ ہو کر ناگ نے دیوار سے لگے بڑے آئینے میں اپنے آپ کو دیکھا۔ وہ اپنے آپ کو پہچان نہ سکا۔ وہ جوان ناگ سے ایک ادھیڑ عمر سرخ و سفید گنجے سر اور سنہری فریم والی عینک والا سفیر بن گیا تھا۔ اسے صرف اتنا معلوم تھا کہ وہ سفیر کی صورت میں ناگ ہے اور اسے تباہ کر دینے والے ایم ایکس میزائلوں کے

[illegible] بال سے اڑا لے جاتے ہیں۔

سب سے بڑی تبدیلی جو اس نے اپنے اندر محسوس کی وہ یہ تھی کہ اسے یہ یاد نہیں آ رہا تھا کہ تہ خانے کی دیواروں کی قفل والی تجوری کو کھولنے کا نمبر کیا ہے اور پتھر کی آنکھ والے جاسوس سے بات کرنے کا خفیہ لفظ کیا ہے۔ حالانکہ ابھی چند منٹ پہلے وہ یہ نام سن چکا تھا۔ وہ یہ بھی نہیں جانتا تھا کہ اس کی بیوی بچوں کا کمرہ کون سا ہے اور اس کی بیوی بچوں کے نام کیا ہیں۔ مگر اب اسے وہاں سے نکل کر اپنے بیوی بچوں کے پاس جانا تھا۔ ناگ زندگی میں پہلی بار کچھ گھبرایا سا تھا۔ اس نے نہ کبھی شادی کی تھی۔ نہ اس کے کبھی بچے ہوئے تھے۔ اب پہلی مرتبہ وہ اپنے بچوں اور بیوی کے پاس جا رہا تھا۔ اسے نہ اپنی بیوی کے بارے میں پتہ تھا کہ وہ کون ہے۔ کس کی بیٹی ہے اور اس کی کب شادی ہوئی تھی اور نہ اسے یہ معلوم تھا کہ بیوی کو کس نام سے پکارنا ہے۔ اسے بس اتنا یاد تھا کہ وہ ناگ ہے۔ عنبر اور ماریا اس کے محسن بھائی اور پرانے ساتھی ہیں اور اس نے ایم ایکس میزائلوں کا راز سفارتخانے سے اڑانے کے لیے سفیر کی شکل بدلی ہے۔

کمرے سے باہر نکل کر اس نے دروازہ بند کیا اور گاؤن

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے۔ راہ داری میں ایک طرف چل پڑا۔ راہ داری میں ہلکی روشنی تھی۔ وہ ایسے اعتماد کے ساتھ چل رہا تھا کہ معلوم ہو کہ وہ سفیر ہے اور سفارت خانے کا سب سے بڑا عہدیدار ہے۔ پہلی مشکل جو اس کے سامنے آن کھڑی ہوئی یہ تھی کہ اسے یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ اس کا کمرہ کہاں ہے۔ چلتے چلتے وہ راہ داری کے کونے تک پہنچ گیا۔ یہاں سامنے دیوار آگئی۔ ناگ نے رک کر اپنا سر کھجایا۔ اسے اپنے گنجے سر کو کھجاتے ہوئے بڑا افسوس ہوا کہ اس کے اتنے گھنے سیاہ بال تھے۔

لیکن اس وقت سب سے بڑی ضرورت اپنا کمرہ یعنی سفیر کا کمرہ تلاش کرنے کی تھی۔ اس نے کلائی پر وقت دیکھا۔ رات کے دو بج رہے تھے۔ وہ واپس مڑا ایک جگہ سیڑھی اوپر کو جاتی تھی۔ وہ یونہی سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ سیڑھیاں اوپر ایک گیلری میں جا کر ختم ہوگئیں۔ یہاں بہت بڑا شیشہ لگا تھا جس میں سے رات کے وقت واشنگٹن شہر کی عمارتوں کی جگمگاتی روشنیاں نظر آرہی تھیں۔

اتنے میں ایک طرف سے چوکیدار نے قریب آکر بڑے ادب سے کہا: "جناب آپ کو آرام کرنا چاہیئے۔"

ناگ نے پلٹ کر چوکیدار کو دیکھا اور مسکرا کر اسی کی زبان میں کہا۔ "ہاں۔ ذرا یہ روشنیوں کا منظر دیکھنے یہاں آگیا تھا۔"

اس کے ذہن میں ایک ترکیب آئی۔ اس نے چوکیدار سے کہا: "ذرا میرے کمرے کے دروازے پر دستک دے کر پتہ کرو کہ بچے سو گئے ہیں۔ اگر سو گئے ہوں تو میری بیوی سے کہو کہ یہاں آکر واشنگٹن کی خوب صورت رات کا منظر دیکھے۔"

چوکیدار ادب سے سلام کر کے واپس مڑا۔

اس کے جاتے ہی ناگ بھی اس کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ وہ اس لئے اپنی بیوی اور بچوں کا کمرہ دیکھنا چاہتا تھا۔ سیڑھیاں اتر کر اس نے سر باہر نکال کر دیکھا۔ چوکیدار ایک طرف کو گھوم گیا۔ ناگ بڑی تیزی سے لپک کر راہ داری کے کونے پر آگیا۔ اور تھوڑا سا سر نکال کر دیکھنے لگا۔ اس نے دیکھا کہ چوکیدار ایک کمرے پر آہستہ سے دستک دے رہا تھا۔ ناگ کے پاس آکر بولا:

"شکریہ کامریڈ! میں نے ارادہ بدل لیا ہے۔ میرا خیال ہے مجھے آرام کرنا چاہیے۔"

"شب بخیر جناب!"

"شب بخیر"

چوکیدار چلا گیا۔ اتنے میں کمرے میں سے ایک عورت کی آواز آئی:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"کیا بات ہے؟"

ناگ نے کہا:

"میں ہوں۔"

تھوڑی دیر بعد ایک ادھیڑ عمر عورت نے دروازہ کھولا۔ وہ ساٹن کے سلیپنگ گاؤن میں تھی۔ سر کے بالوں کی ایک لٹ سفید تھی اور رنگ گورا اور سرخ تھا۔ یہ ناگ کی، یعنی ہمارا مطلب ہے کہ سفیر کی بیوی تھی۔

اس نے تعجب سے پوچھا:

"نکولائی۔ تم نے دستک کیوں دی۔ کیا تم بھول گئے کہ دروازے کی ایک چابی ہمیشہ تمہارے گاؤن کی جیب میں رہتی ہے۔"

تو میرا نام نکولائی ہے۔ ناگ نے سوچا۔ اس کم بخت کا کیا نام ہے؟ یہ بھی تو معلوم ہونا چاہیے۔ ناگ نے مسکرا کر جیب میں ہاتھ ڈالا اور کہا:

"بھول گیا۔"

اس کی بیوی نے اور زیادہ حیران ہو کر پوچھا:

"تم نے مجھے اپنے پسندیدہ اولگا کے نام سے نہیں پکارا؟"

ناگ اندر آ گیا۔ بڑا ہی شاندار بیڈروم تھا۔ کسی بادشاہ کا بیڈروم لگتا تھا۔ ناگ نے گنجے سر کھجا کر کہا:

"بھول گیا اولگا ڈارلنگ۔"

ایک بہت بڑے پلنگ پر ریشمی چادریں، کمبل اور سرہانے رکھے تھے۔ دونوں جانب بڑے قیمتی ٹیبل لیمپ روشن تھے۔ ناگ پلنگ پر چپکے سے لیٹ گیا اور اپنی بیوی سے بولا:

"مجھے نیند آ رہی ہے۔"

بیوی نے حیرانی سے کہا:

"تم رات کو سیب کا جوس پینا بھی بھول گئے۔"

ناگ نے سوچا کہ اس کا اصلی خاوند سفیر ضرور رات کو سیب کا جوس پیتا ہو گا۔ خدا جانے وہ کیا کیا کرتا ہو گا۔ ناگ نے پلنگ پر اٹھ کر بیٹھتے ہوئے کہا:

"سوری اولگا ڈارلنگ۔ بھول گیا۔"

"یہ آج تم ہر بات کیوں بھول رہے ہو۔ تم نے دوسرے کمرے میں جا کر مشکا اور تشنکا کو بھی پیار نہیں کیا۔"

ناگ نے سوچا کہ میں کس مصیبت میں پھنس گیا ہوں۔ مگر اسے یہ سب کچھ کرنا پڑ رہا تھا۔ فوراً اٹھ کر ساتھ والے بیڈروم میں گیا۔ وہاں دو بچے سو رہے تھے۔ ان میں سے خدا جانے کون مشکا تھا اور کون تشنکا تھی۔ بہرحال ناگ نے دونوں کے ماتھوں پر بوسہ دیا۔ اس کی بیوی اولگا اس کے پیچھے کھڑی مسکرا رہی تھی۔ واپس آ کر ناگ نے سیب کا جوس پیا اور بستر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پر لیٹ گیا۔

"ٹیبل لیمپ بجھا دو ڈارلنگ"

وہ بولی:

"مگر تم تو ہمیشہ ٹیبل لیمپ جلا کر سوتے ہو۔"

ناگ نے سر پکڑ لیا:

"خدا کے لیے اسے آج بجھا دو۔"

اس کی بیوی کچھ نہ سمجھ سکی کہ آج اس کے خاوند نکولائی کو کیا ہو گیا ہے۔ اس نے ٹیبل لیمپ بجھا دیا۔ دوسرا ٹیبل لیمپ وہ پہلے ہی بجھا چکی تھی۔ بیڈ روم میں باہر سے آنے والی ہلکی ہلکی روشنی پھیل گئی۔ اس کی بیوی اس سے اپنی بوڑھی ماں کے بارے میں باتیں کرنے لگی جو پولینڈ میں تھی اور جسے اس نے ابھی تک بیس ہزار ڈالر نہیں بھیجے تھے۔

ناگ نے جان بوجھ کر نیند والی آواز بنا کر کہا:

"کل بھجوا دوں گا۔ اب سو جاؤ۔"

اس کی بیوی بڑی حیران ہوئی کہ ابھی شام تک تو اس کا خاوند کہہ رہا تھا کہ میں پہلے ہی بڑا مقروض ہوں تمہاری ماں کو کہاں سے بیس ہزار ڈالر بھجواؤں اور اب یہ ایک دم سے مان گیا ہے۔ یہ بیس ہزار ڈالر کہاں سے بھجوائے گا؟ اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آیا اور وہ سونے کی کوشش کرنے لگی۔

ناگ جاگ رہا تھا۔ اسے نیند بالکل نہیں آ رہی تھی۔ اس کا دماغ یہی سوچ رہا تھا کہ تجوری میں سے ایم ایکس میزائلوں کے رازوں والی فائل کب اڑائی جائے۔ اچانک اس کے سرہانے دھرے ہوئے سرخ ٹیلی فون کی گھنٹی بجی۔ ساتھ ہی ایک بتی روشن ہو گئی۔

ناگ نے کہا:

"یہ کم بخت اس وقت کون تنگ کر رہا ہے۔ دیکھو تو کون الّو کا پٹھا ہے؟"

اس کی بیوی نے چونک کر کہا:

"نکولائی! تم نشے میں ہو کیا؟ تمہیں معلوم نہیں کہ سرخ ٹیلی فون کی گھنٹی بج رہی ہے اور تمہارے ملک کا وزیر اعظم تم سے بات کرنا چاہتا ہے۔"

ناگ جلدی سے اُٹھ بیٹھا۔ ایک بار تو اس کو پسینہ آ گیا کہ جانے یہ وزیر اعظم اس سے کیا پوچھ بیٹھے۔ اور وہ اسے کیا اوٹ پٹانگ جواب دے دے۔ اس نے ریسیور اٹھا کر آہستہ سے کہا:

"ہیلو!"

دوسری طرف سے وزیر اعظم کی کرخت آواز آئی:

"تم نے ہاٹ لائن پر بات کرنے میں اتنی دیر کیوں کی؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ نے جھٹ کہا:

"سوری سر! میں ابھی ابھی تھکا ہوا آیا تھا۔ ذرا اُونگھ گیا تھا۔"

وزیر اعظم بولا:

"میری بات غور سے سنو۔ کل صبح سات بجے تمہیں میری حکومت کا ایک خاص آدمی آ کر ملے گا۔ وہ تم سے خاص بات پر گفتگو کرے گا۔ اور جو کچھ آگے کرنا ہے تمہیں بتا دے گا۔ تم کو معلوم ہے نا کہ وہ خاص بات کیا ہے؟"

ناگ نے فوراً جواب دیا:

"میں جانتا ہوں جناب۔"

حالانکہ اس کے فلک کو بھی پتہ نہیں تھا کہ وہ خاص بات کیا ہے جس پر روس کی طرف سے حکومت کا ایک خاص آدمی صبح سات بجے آ کر اس سے بات کرنے والا تھا۔ وزیر اعظم نے ٹیلی فون بند کر دیا۔ اس کی بیوی نے پوچھا:

"کوئی خاص بات تھی کیا؟"

ناگ نے کہا:

"ہاں ایک خاص بات تھی۔"

"مجھے نہیں بتاؤ گے؟"

ناگ بولا:

"وہ خاص بات میں کسی کو نہیں بتا سکتا۔"

اس کی بیوی خاموشی سے آنکھیں بند کر کے سو گئی۔ ناگ دیر تک سوچتا رہا کہ خاص بات کون سی ہو سکتی ہے۔ پھر اس کو بھی نیند آ گئی۔ کیوں کہ اب وہ ناگ نہیں بلکہ سفیر تھا۔ ایک دوہرے انسان کی شکل میں تھا اور انسان کی ساری کمزوریاں اس کے اندر آ گئی تھیں۔ اب اسے بھوک بھی لگتی تھی اور نیند بھی آتی تھی اور کمزوری اور سر درد بھی محسوس ہوتا تھا۔ وہ صبح چھ بجے تک سوتا رہا۔ چھ بجے اٹھا۔ غسل کے بعد کپڑے پہن کر تیار ہو گیا۔ اس کے بچے اسے مل کر سکول چلے گئے۔ ناشتے پر اس نے دودھ پینے کی خواہش ظاہر کی تو اس کی بیوی پھر جھنجھلا کر بولی:

"نکولائی! تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا۔ تم نے تو کبھی دودھ کو ہاتھ تک نہیں لگایا اور آج دودھ مانگ رہے ہو!"

ناگ نے سر جھٹک کر کہا:

"جانے کل سے کیا ہو گیا ہے۔ ہر بات بھول جاتا ہوں بہر حال اب دفتر جا رہا ہوں۔ ماسکو سے ایک خاص آدمی ملنے آ رہا ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سفیر کا دفتر سفارت خانے میں ہی تھا۔ ناگ سب سے پہلے اس کمرے میں گیا جہاں اس نے اصلی سفیر کو بے ہوش کر کے ایک صندوق میں بند کر رکھا تھا۔ اس نے صندوق کھول کر دیکھا۔ سفیر بے ہوش پڑا تھا۔ وہ کمرے سے نکل کر اپنے دفتر کی طرف چلا۔ اسے یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ اس کا دفتر کس کمرے میں ہے۔ سفارت خانے کے ملازم اسے سلام کر کے آگے سے ہٹ جاتے تھے۔ وہ یونہی ایک کمرے میں داخل ہو گیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ وہاں ناشتہ تیار ہو رہا ہے یہ باورچی خانہ تھا۔ ملازم سفیر کو دیکھ کر کھڑے کے کھڑے رہ گئے کہ یہ کہاں آ گیا آج۔ ناگ نے مسکرا کر کہا:

"سب کام ٹھیک ہے نا دوستو؟"

"جی ہاں۔ شکریہ!"

ملازم بڑے خوش ہوئے کہ سفیر کو ان کا کتنا خیال ہے ناگ اب۔ پھر ایک طرف راہ داری میں چل پڑا۔ ایک کمرے کے باہر اسے دو ملازم وردیاں پہنے کھڑے نظر آئے۔ اس کے دل نے کہا کہ یہی اس کا دفتر ہے۔ وہ آگے بڑھا۔ نوکروں نے دروازہ کھول دیا۔ سامنے اس کا دفتر تھا جو خوب آراستہ اور سجا ہوا تھا۔ اپنی بڑی کرسی پر بیٹھ کر اس نے دراز کھولی ایک طرف پستول پڑا تھا۔ پاس ہی سگاروں کا بکس تھا۔ اس

کو معلوم تھا کہ سفیر سگار پیتا ہے۔ اس نے سگار سلگا لیا اور یونہی اسے پھونکنے لگا۔ اس کے اسسٹنٹ وغیرہ طرح طرح کے رجسٹر، بل، کاپیاں اور فائلیں لے کر آنے لگے جن پر وہ دستخط کرتا چلا گیا۔ اسے سات بجنے کا انتظار تھا۔ جب پورے سات بجے تو ایک ذرا ذرا ٹیڑھی گردن والا دبلا پتلا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس نے ہیٹ اتار کر میز پر پھینکا اور سفیر سے کہا:

"فون پر اپنی سیکرٹری کو کہہ دو کہ کسی کو اندر نہ آنے دے۔"

ناگ نے کہا:

"آپ ماسکو سے خاص۔۔۔۔"

"ہاں ہاں میں خاص آدمی ہوں جس کے بارے میں تمہیں وزیر اعظم نے کہا تھا۔"

ناگ نے اپنی سیکرٹری سے کہہ دیا کہ وہ کسی کو اندر نہ آنے دے۔ خاص آدمی نے اپنے لمبے کوٹ کے بٹن کھول دیئے اور سفیر کے ساتھ ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔ پھر ناگ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولا:

"تم نے مجھے نہیں پہچانا؟"

ناگ نے غور سے دیکھا۔ اس شخص کی ایک آنکھ پتھر کی تھی۔ وہ فوراً سمجھ گیا کہ یہی پتھریلی آنکھ والا جاسوس ہے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ نے مسکرا کر کہا:

"تانیا؟"

پتھریلی آنکھ والا جاسوس بالکل نہ مسکرایا۔ کہنے لگا:

"اب تم نے مجھے پہچان لیا۔ اب میری بات غور سے سنو۔"

پتھریلی آنکھ والے جاسوس نے جیب سے ایک تصویر نکال کر ناگ کو دکھائی۔ ناگ نے تصویر میں اپنے دوست سپرمین کو فوراً پہچان لیا۔ مگر وہ تصویر میں بڑی پریشان حالت میں تھا۔ وہ ایک کرسی پر سر جھکائے بیٹھا تھا اور اس کے دونوں بازو کرسی کے نیچے تک لٹک رہے تھے۔

ناگ نے انجان بن کر پوچھا:

"یہ کس کی تصویر ہے؟"

پتھریلی آنکھ والے جاسوس نے کہا:

"تمہیں معلوم ہوگا کہ امریکہ میں ایک سپرمین کسی دوسرے سیارے سے آیا ہوا ہے جس نے امریکہ میں برائیوں کو ختم کرنے کا عہد کر رکھا ہے۔ اس کے اندر بے پناہ طاقت ہے۔ اس پر نہ توپ کے گولے کا اثر ہوتا ہے نہ اسے ایک ہزار وولٹ بجلی کا جھٹکا کچھ کہہ سکتا ہے۔

ناگ نے پوچھا:

"مگر جناب یہاں تو یہ سپرمین بڑی بھیگی بلی بن کر بیٹھا ہوا ہے۔"

پتھریلی آنکھ والے جاسوس نے بڑی مکاری سے مسکرا کر کہا:

"اسے بھیگی بلی میں نے بنایا ہے۔ تم جانتے ہو کہ ہم نے امریکہ کے ایم ایکس میزائلوں کے راز کی اصل فائل چرا کر یہاں اسی سفارت خانے کے تہہ خانے کی تجوری میں رکھی ہوئی ہے۔ جسے ہم کل تک یہاں سے اپنے ملک لے جائیں گے اور تمہیں یہ بھی معلوم ہے کہ ہم امریکہ کے ایم ایکس میزائل تباہ کرنے والے ہیں۔ ہمارے اس راز کا کسی طرح سپرمین کو پتہ چل گیا۔ اسے یہ تو معلوم نہ ہو سکا کہ ہم نے ایم ایکس میزائلوں کے راز چوری کر لیے ہیں۔ مگر اسے یہ معلوم ہو گیا کہ ہم امریکہ کے اندر لگے ہوئے سارے ایم ایکس میزائل تباہ کرنے والے ہیں۔ اس کے بعد نہ صرف امریکی حکومت نے ان تہہ خانوں کے گرد جہاں یہ میزائل لگے ہوتے ہیں پہرہ سخت کر دیا بلکہ سپرمین بھی وہاں چوبیس گھنٹے پہرہ دینے لگا۔ ہمارے لیے یہ ایک بہت بڑی رکاوٹ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھی۔ چنانچہ ہم نے سخت محنت کے بعد پتہ چلایا کہ اگر کسی طرح مریخ سیارے میں سے پتھر کا ایک ٹکڑا لا کر اسے پگھلا کر اس کا لوہے کا تعویذ بنا کر کسی طرح سے سپرمین کے گلے میں ڈال دیا جائے تو اس کی ساری طاقت ختم ہو جائے گی اور اس میں اتنی طاقت بھی نہیں رہے گی کہ اپنے گلے میں سے لوہے کا تعویذ اتار سکے۔ ہمارے تین مصنوعی سیارے مریخ سیارے کے گرد چکر لگا رہے ہیں۔ ان میں سے ایک مصنوعی سیارے نے ہمارا یہ کام کر دیا۔ ہم نے پتھر کو پگھلا کر اس کا تعویذ بنایا اور ایک خاص سازش سے ایک یہاں کے آدمی کی مدد سے اس وقت سپرمین کے گلے میں ڈلوا دیا جب وہ پہرہ دے رہا تھا۔ سپرمین کی ساری طاقت غائب ہو گئی اور وہ بے ہوش اور بے حس ہو گیا۔ پھر ہم نے اسے اٹھا کر شہر سے باہر ایک خفیہ جگہ میں لے جا کر بند کر دیا۔ اب ہمارے راستے کی تمام رکاوٹیں دور ہو چکی ہیں۔ ہمارے خاص جاسوسوں نے ایم ایکس میزائلوں کے تہہ خانے میں جا کر خاص جگہ پر ٹائم بم لگا دیا ہے۔ کل ہم یہاں سے میزائلوں کا راز اپنے ملک میں بھجوا رہے ہیں۔

آئندہ ایک ہفتے کے اندر اندر ہمارے اس سفارتخانے کا عملہ اور امریکہ میں آباد ہمارے ملک کے سارے باشندے امریکہ سے نکل جائیں گے۔"

ناگ پتھریلی آنکھ والے جاسوس کی خوفناک باتیں بڑے غور سے سن رہا تھا۔ اس نے پوچھا:

"اس سلسلے میں میرے لیے کیا حکم ہے؟"

پتھریلی آنکھ والا جاسوس بولا:

"سب سے پہلا کام تمہیں یہ کرنا ہے کہ کل رات کے ٹھیک ایک بجے ایک سیاہ رنگ کی موٹر کار تمہارے سفارت خانے میں آئے گی۔ تمہیں ایم ایکس میزائلوں کے رازوں کی فائل بریف کیس میں بند کر کے موٹر کار میں بیٹھے ہوئے آدمی کے حوالے کر دینی ہو گی۔ دوسرا کام تمہیں یہ کرنا ہو گا کہ اپنے دفتر کے سارے عملے کو خفیہ طریقے سے ایک ایک کر کے یہاں سے اس طرح نکالنا ہو گا کہ باہر پہرہ دیتے امریکی فوجیوں کو ذرا سا بھی شک نہ پڑے۔ سب سے آخر میں تمہیں اپنے بچوں کے ساتھ یہاں سے نکل جانا ہو گا۔"

ناگ نے پوچھا:

"آپ لوگ یہاں سے کیوں کر فرار ہوں گے؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جاسوس نے کہا:

"میں کل آدھی رات کے بعد ایم ایکس میزائلوں کے راز کی فائل لے کر موٹر کار والے آدمی کے ساتھ ہی یہاں سے نکل جاؤں گا۔ بالٹی مور کے ساحل سے بیس میل دور سمندر میں ہماری ایک خفیہ آبدوز ہمارا انتظار کر رہی ہو گی۔ وہ آبدوز ہمیں لے کر یہاں سے نکل جائے گی۔"

ناگ نے یونہی پریشانی دکھاتے ہوئے پوچھا:

"میں اور میرے بچے کیسے یہاں سے نکلیں گے؟"

جاسوس بولا:

"جب تم سفارت خانے کا سارا عملہ یہاں سے نکلوا چکو گے تو آخر میں تم کسی بھی ہوائی جہاز پر بیٹھ کر ماسکو پہنچ سکتے ہو۔"

پھر وہ اُٹھ کھڑا ہوا:

"اب میں جاتا ہوں۔ کیوں کہ تم سے جو کہنا تھا کہہ چکا۔ اب تم آرام کرو۔ کل آدھی رات کو ایم ایکس میزائلوں کے راز کی خفیہ فائل بریف کیس میں رکھ کر تیار رہنا۔ کالی موٹر کار ٹھیک رات کے ڈیڑھ بجے یہاں داخل ہو گی۔ اس کا نمبر خفیہ ہو گا۔"

پھر جاسوس نے اس کا خفیہ نمبر ناگ کی خفیہ ڈائری میں لکھوایا اور ناگ سے ہاتھ ملا کر کمرے سے باہر نکل گیا۔ ناگ کچھ دیر اکیلا کمرے میں ادھر اُدھر ٹہلتا اور سوچتا رہا کہ اے یم ایکس میزائلوں کی فائل کس وقت بُزدلی سے اڑانی چاہیے۔ ے ایک نمبر ابھی تک یاد تھا جو بارش کی رات میں گردن ک زمین میں دھنسے ہوئے روسی جاسوس نے مرنے سے پہلے ے بتایا تھا اور وہ نمبر تھا دو ہزار چار سو پانچ (۲۴۰۵) ک کو یقین تھا کہ خفیہ تجوری کا یہی نمبر ہے۔

وہ بیڈ روم میں پہنچا تو اس کی "بیوی" پریشانی سے اس کی ہ دیکھ رہی تھی۔ ناگ نے اسے صرف اتنا بتایا کہ پریشانی ی کوئی بات نہیں ہے وہ لوگ کچھ ضروری معاملات پر بات رنے آئے تھے۔ ناگ کی بناوٹی بیوی سو گئی۔ جب ناگ کو س کے خراٹوں کی ہلکی ہلکی آواز آنے لگی تو وہ خاموشی کے ساتھ ستر سے اٹھا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔ اسے اتنا اندازہ ہو یا تھا کہ تہہ خانے کو کون سا راستہ جاتا ہے۔ تہہ خانے میں رنے کے بعد جب وہ اس چھوٹے سے کمرے کی طرف بڑھا س کے اندر دیوار میں لوہے کی الماری میں خفیہ رازوں والی ائل پڑی تھی تو اس کے سامنے ایک وردی والا پہرے دار پہرہ تا دکھائی دیا۔ اپنے سامنے سفیر کو دیکھ کر پہرے دار نے سلیوٹ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کیا اور پوچھا:

"محترم سفیر آپ اس وقت؟"

ناگ نے کہا:

"ہاں۔ میں تجوری میں کچھ ضروری کاغذات رکھنا چاہتا ہوں۔"

ناگ نے جیب میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا:

پہرے دار نے جواب دیا:

"مگر محترم سفیر آپ کو تو معلوم ہی ہے کہ ہمیں خفیہ کوڈ دکھائے بغیر کسی کے لیے تجوری والا کمرہ کھولنے کی اجازت نہیں ہے۔"

ناگ نے سر کھجاتے ہوئے کہا:

"اوہ! ہاں۔ یاد آیا۔ مگر میں خفیہ کوڈ اپنے بیڈ روم میں بھول آیا ہوں۔"

پہرے دار نے حیرانی سے کہا:

"مگر آپ کو دو روز پہلے اس کا نمبر زبانی یاد تھا۔ آپ اس کا نمبر بتا دیں۔ کیوں کہ میں نمبر بتائے بغیر کمرے کا دروازہ نہیں کھول سکتا۔"

ناگ عجیب اُلجھن میں پھنس گیا تھا۔ اس نے یونہی دو ہزار چار سو پانچ کہہ دیا۔ پہرے دار اور زیادہ حیران ہوا۔ کہنے لگا:

"جناب یہ تو خفیہ کوڈ کا نمبر نہیں ہے۔"

وہ ناگ کے قریب آگیا اور اس نے اچانک جیب سے پستول نکال کر اس کا رُخ ناگ کی طرف کر کے کہا:

"تم کون ہو؟"

ناگ اب وار کرنے کے لیے مجبور ہو گیا تھا۔ اس نے ایک گہرا سانس اندر کو کھینچا اور باریک کالا سانپ بن کر ہوا میں اڑتا ہوا پہرے دار کی گردن سے جا چمٹا۔ اس سے پہلے کہ پہرے دار اسے کھینچ کر الگ کرے ناگ اپنا کام کر چکا تھا۔ پہرے دار دھڑام سے نیچے گر پڑا۔ ناگ نے دوبارہ سفیر کی شکل بدلی۔ پہرے دار کی جیب سے چابیاں نکال کر کمرے کا دروازہ کھولا۔ پہرے دار کو گھسیٹ کر اندر کمرے میں ڈالا اور کمرے کا دروازہ بند کر دیا۔ یہ چھوٹا سا کمرہ تھا۔ نیچی چھت سے نیلی روشنی والا بلب روشن تھا۔ سامنے دیوار میں لوہے کی تجوری کا بند دروازہ تھا جس پر قفل پڑا تھا اس قفل پر نمبر لکھے تھے۔ ناگ نے ان نمبروں کو تین بار "تانبا" کے نمبروں سے ملایا تو قفل کھل گیا۔ الماری کے ایک خانے میں ایم ایکس میزائلوں کی سیاہ فائل پڑی تھی۔ ناگ نے فائل میں سے نیلے رنگ کے سارے کاغذ نکال کر جیب میں رکھے۔ جیب سے دوسرے کاغذ نکال کر فائل میں پرونے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور نمبر ملا کر الماری کا قفل دوبارا بند کر دیا۔

اس کام سے فارغ ہو کر ناگ نے پہرے دار کی لاش
کمرے سے باہر نکالا۔ کمرے کا دروازہ بند کر کے دوبارا قفل
لگایا اور لاش کو گھسیٹ کر تہہ خانے کے کونے میں ایک
بڑے صندوق کے پیچھے ڈال دیا۔ پھر اس نے ہر جگہ سے
کے ساتھ اپنی انگلیوں کے نشان مٹا دیئے اور چپکے سے
روم میں آکر بستر پر لیٹ گیا۔ ایم ایکس میزائلوں کے راز
کے خفیہ کاغذات ابھی تک اس کی جیب میں پڑے
باقی رات اس نے جاگ کر گزار دی۔ صبح صبح ناگ ا
میزائلوں کے خفیہ کاغذوں کو باتھ روم کے کونے میں ر
بڑے گملے میں نیچے چھپا کر اوپر مٹی ڈالی اور منہ ہاتھ
کپڑے بدل کر باہر ٹہلنے نکل گیا۔

دن چڑھا تو پہرے دار کی تلاش شروع ہوئی۔
ناگ نے کہا:

"اسے تلاش کرنے کی ضرورت نہیں۔ میں نے خود اسے
ایک نہایت ضروری مشن پر بھیجا ہے۔"

سفیر کا اتنا کہہ دینا ہی کافی تھا۔ سب چپ ہو گئے
اب رات ہونے کا انتظار کرنے لگا۔ دن بھر وہ دفتر
ادھر ادھر کے احمقانہ کام کرتا رہا۔ اس کی سیکرٹری کئی

حیرانی سے اسے دیکھتی رہی کہ سفیر کو کیا ہو گیا ہے۔ ہر
بات بھول گیا ہے۔ اسے کچھ بھی یاد نہیں رہا۔ یوں ہی دن
گذر گیا، شام ہو گئی۔ پھر رات کا کھانا اس نے اپنی مصنوعی بیوی
اور بچوں کے ساتھ مل کر کھایا۔ اس کی بیوی بچے کھانے کے
بعد باغ میں آکر شیشے کے بند خیمے میں آکر بیٹھ گئے جہاں
بے شمار ہرے بھرے پودوں والے گملے رکھے ہوتے۔ اچانک
ایک گملے کے پیچھے سے سانپ نکل آیا۔ خدا جانے یہ کہاں
سے آگیا تھا۔ ورنہ واشنگٹن کے ایسے صاف ستھرے علاقے میں
سانپ نہیں ہوا کرتے۔ یہ رٹیل سانپ تھا یعنی جس کی دم زور
زور سے گھنٹی بجاتی تھی اور اس کے منہ سے پھنکار کی
آوازیں نکل رہی تھیں۔ ناگ کے بیوی بچے ڈر کر شیشے کی
دیوار کے ساتھ لگ گئے۔

سانپ اس کی بیوی کے بالکل سامنے چلا گیا اور اسے ڈسنے
کی تیاری کرنے لگا۔ ناگ کی بیوی کا رنگ زرد ہو گیا۔

ناگ نے کہا:

"گھبراؤ نہیں ڈارلنگ"!

اس کے بعد ناگ سانپ کے قریب آگیا۔ اس کی بیوی
اور بچوں نے دیکھا کہ اچانک سانپ کی دُم نے گھنٹی بجانا
بند کر دی۔ اس کی پھنکاریں بھی ختم ہو گئیں اور وہ ناگ کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پاس آکر اپنا سر اس کے پاؤں کے قریب ڈال کر لیٹ گیا۔ بچے اور اس کی بیوی یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ سانپ کو اچانک یہ کیا ہو گیا ہے۔

ناگ نے سانپوں کی زبان میں کہا:

"احمق! تم ادھر کہاں نکل آئے تھے؟ کیا تمہیں معلوم نہیں تھا کہ میں یہاں پر موجود ہوں؟"

سانپ نے کہا:

"میرے آقا! مجھے معاف کر دو۔ مجھ سے بھول ہو گئی۔ میں اب بوڑھا ہو گیا ہوں اور میری کھال موٹی ہو گئی ہے جس پر باہر کی لہروں کا اثر نہیں ہوتا۔"

ناگ نے کہا:

"تو پھر جتنی جلدی یہاں سے دفع ہو سکتا ہے دفع ہو جا نہیں تو میں ابھی پھونک مار کر تمہیں بھسم کر دوں گا۔"

سانپ بولا:

"حضور! مجھے معاف کر دیں۔ میں ابھی جا رہا ہوں۔"

اتنا کہہ کر سانپ زمین کے اندر غائب ہو گیا۔ ناگ کی بیوی بولی:

"تم نے سانپ پر یہ کیا جادو کر دیا۔ وہ تو دم دبا کر بھاگ گیا۔"

ناگ نے مسکرا کر کہا:

"میں ان سانپوں کا بادشاہ ہوں۔ یہ مجھ سے ڈرتے ہوں۔"

اس کی بیٹی بولی:

"ڈیڈی! کیا آپ سانپوں پر حکم چلاتے ہیں؟"

ناگ نے کہا:

"ہاں بیٹی! سانپ میرا حکم مانتے ہیں!"

اس کا بیٹا کہنے لگا:

"ڈیڈی! سانپ کو پھر حاضر کریں۔"

ناگ نے کہا:

"ابھی بلوا لیتا ہوں۔"

اس پر اس کی بیوی نے ڈانٹ کر کہا:

"نکولائی! یہ احمقانہ باتیں بند کرو۔ چلو یہاں سے نکل چلیں میں آج ہی اس جگہ کی کھدائی کروا کر سانپ کو ہلاک کرواتی ہوں۔"

ناگ تھوڑا تھوڑا مسکراتا ہوا شیشے کے خیمے سے باہر آگیا۔

رات کے گیارہ بجے ناگ کے بچے اور بیوی سو گئے۔ اس نے اپنی بیوی کو بتا دیا تھا کہ آج آدھی رات کو کچھ لوگ اس سے ملاقات کرنے آ رہے ہیں۔ اس لیے وہ سو جائے۔ جب رات کے بارہ بجے تو ناگ سفارت خانے کی لابی میں آگیا۔ اس نے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تجوری والے کمرے کے باہر ایک دوسرا پہرے دار لگا دیا تھا اور خفیہ کوڈ بھی معلوم کر لیا تھا۔ ناگ تہہ خانے میں صندوق کے پیچھے بڑی پہرے دار کی لاش کو بھی دیکھ آیا تھا اور اس کی تسلی ہو گئی تھی۔

ٹھیک رات کے ایک بجے سفارت خانے کا دروازہ کھلا اور ایک کالی موٹر کار اندر داخل ہوئی۔ ناگ سمجھ گیا کہ خفیہ فائل لینے پتھریلی آنکھ والے جاسوس کا آدمی آ گیا ہے۔ موٹر کار اس کے قریب آ کر رک گئی۔ ناگ نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا۔ اندر ایک بڑی خطرناک شکل والا آدمی بیٹھا اس کی طرف دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔

ناگ نے کہا:

"تشریف لایئے۔ کچھ دیر آرام کیجیے۔"

خطرناک چہرے والے جاسوس نے دانت کٹکٹاتے ہوئے کہا:

"اس کی ضرورت نہیں۔ جو میں لینے آیا ہوں، وہ میرے حوالے کرو۔ میرے پاس وقت نہیں ہے۔"

ناگ نے جھک کر کہا:

"ایک منٹ میں لاتا ہوں۔"

اور ناگ لپک کر سیڑھیاں اترتا تہہ خانے میں آ گیا۔ پہرے دار کو خفیہ کوڈ بتا کر کمرے کا دروازہ کھلوایا۔ پھر تجوری کا دروازہ

کھول کر ایم ایکس میزائلوں کی وہ فائل نکالی جس میں سوائے ردی کاغذوں کے اور کچھ بھی نہیں تھا۔ اسے ایک بریف کیس میں بند کر کے چھوٹا سا تالا لگایا اور تہہ خانے سے نکل کر خطرناک جاسوس کے حوالے کرتے ہوئے کہا:

"آپ کی چیز حاضر ہے جناب"

خطرناک جاسوس نے کہا:

"تم بھی میرے ساتھ بیٹھو۔"

ناگ حیران ہوا کہ یہ شخص اسے کیوں موٹر گاڑی میں بٹھانا چاہتا ہے۔ مگر اس وقت عقل مندی اسی میں تھی کہ جو وہ کہے ناگ اس پر اعتراض کیے بغیر عمل کرتا چلا جائے۔

ناگ موٹر کار میں خطرناک جاسوس کے پاس بیٹھ گیا۔ اس نے اشارہ کیا۔ موٹر کار سفارت خانے کے گیٹ سے باہر نکل کر دریا کی طرف روانہ ہو گئی۔

واشنگٹن شہر کی روشنیاں آدھی رات کے بعد بھی جگمگا رہی تھیں۔ کار سٹریٹ نمبر ۱۴ سے نکل کر لنکن برج سے گزرتی دریائے پوٹامک کے کنارے آ گئی۔ یہاں سے ڈرائیور نے ایک موڑ گھوم کر کار آرلنگٹن کے تاریخی قبرستان کی طرف ڈال دی۔ قبرستان میں خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ یہاں جگہ جگہ زمین پر قبروں کی جگہ پتھر کی چوکور سلیں پڑی تھیں۔ اور پیچھے صلیب کے نشان

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کھڑے تھے۔ دریا کا گدلا پانی پل کی دھیمی روشنیوں میں اور
بھی گدلا دکھائی دے رہا تھا۔ کار ایک جگہ جھیری کے درختوں
کے پاس رک گئی۔ راستے میں کسی نے کوئی بات نہ کی تھی۔
پتھریلی آنکھ والے جاسوس نے ناگ کی طرف مسکرا کر دیکھا اور
بریف کیس پر ہاتھ رکھ کر کہا:

"ہمیں حکومت کی طرف سے حکم ملا ہے کہ فائل کے
کاغذوں کو تمہارے سامنے خود کھول کر دیکھیں۔ ہم اسی
لیے اس ویران جگہ پر آئے ہیں۔"

تھوڑی دیر کے لیے ناگ پریشان ہو گیا۔ اس کا راز چند
سیکنڈ بعد فاش ہونے والا تھا۔ فائل میں ایم ایکس میزائل کے
رازوں کی بجائے ردی کاغذ بھرے ہوئے تھے۔ پتھریلی آنکھ والے
جاسوس کے آدمی نے بریف کیس کھول کر فائل باہر نکالی
اس کے گرد لپٹا ہوا سیاہ فیتہ کھولا اور فائل کا فلیپ الٹا۔
ناگ اسی لمحے کا انتظار کر رہا تھا۔ پتھریلی آنکھ والے جاسوس
کے آدمی کو جب فائیل میں ردی کاغذوں کے سوا کچھ نہ ملا
تو اس کا چہرہ غصے سے لال ہو گیا۔ اس نے ناگ کی طرف
دیکھ کر کہا:

"یہ تو ایم ایکس والی فائل نہیں ہے۔"

ناگ نے مسکرا کر کہا:

"وہ اب تم کبھی حاصل نہ کر سکو گے۔"

جاسوس کو اس جواب کی توقع نہیں تھی۔ اس نے جھٹ پستول
نکالا اور ناگ پر فائر کر دیا۔ گولی ناگ کی گردن کے
قریب سے ہوتی ہوئی موٹر کار کی کھڑکی کا شیشہ توڑ کر باہر
نکل گئی۔ ڈرائیور نے بھی چاقو نکال کر ناگ پر حملہ کر دیا۔ مگر
اس دوران میں ناگ اپنی انسانی شکل بدل چکا تھا۔ جاسوس
اور ڈرائیور پھٹی پھٹی آنکھوں سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔
سفیر کہاں غائب ہو گیا؟ ان میں سے ہر ایک کے چہرے پر
یہی ایک سوال تھا۔ مگر اس کا جواب ان میں سے کسی کے پاس
بھی نہیں تھا۔

اچانک اگلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے ڈرائیور کے ہاتھ سے
خنجر گر پڑا۔ اس کی آنکھیں سفید ہو گئیں جسم تھرتھرایا اور وہ
اوندھے منہ گر پڑا۔ ناگ کا زہر اپنا کام کر چکا تھا۔ جاسوس جلدی
سے ڈرائیور کو اٹھانے کے لیے جھکا۔ پھر اس کے ہاتھ سے بھی
پستول گر پڑا۔ اور وہ بھی مرے ہوئے ڈرائیور کے اوپر گر کر
ڈھیر ہو گیا۔ ناگ نے کار سے باہر نکل کر پھر سے انسان یعنی
سفیر کا روپ بدلا اور دونوں لاشوں کو نکال کر دریا میں لڑھکا
دیا۔ پھر اس نے نقلی فائیل کو بریف کیس میں بند کیا اور کار
لے کر اپنے سفارت خانے کی طرف تیزی سے روانہ ہو گیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سفارت خانے میں آکر اس نے نقلی فائل کار میں ہی رہنے دی۔ خود بیڈ روم میں آیا۔ اس کی بیوی سو رہی تھی۔ وہ غسل خانے میں گیا۔ گملے کے نیچے سے اصل فائل نکال کر کوٹ کے اندر چھپائی اور سفارت خانے سے نکل کر کار میں سوار ہو کر امریکہ کے سیکرٹری دفاع کی کوٹھی کی طرف تیزی سے چل پڑا۔

○

پتھریلی آنکھ والا جاسوس

امریکی سیکرٹری دفاع کی کوٹھی پر پہرہ لگا تھا۔

ناگ نے پہرے دار سے کہا کہ میں ایک غیر ملکی سفیر ہوں اور بہت ضروری کام کے سلسلے میں اسی وقت سیکرٹری سے ملنا چاہتا ہوں۔ پہرے دار نے خفیہ ٹیلی فون پر سیکرٹری کو جگا کر بات کی۔ اس نے کہا کہ میں آ رہا ہوں۔ دروازہ کھول کر سفیر کو اندر آنے دو۔ پہرے دار نے بٹن دبا کر دروازہ کھول دیا۔ ناگ کار لے کر کوٹھی کے پورچ میں آ گیا۔ تھوڑی دیر میں امریکی سیکرٹری دفاع گاؤن پہنے آ گیا۔ ناگ نے کوٹ کے اندر سے فائل نکال کر کہا:

"زیادہ باتیں کرنے کا میرے پاس وقت نہیں ہے۔ آپ کے ایم ایکس میزائل کی خفیہ فائل غیر ملکی جاسوس نے چرا لی تھی۔ میں اسے واپس کرنے آیا ہوں۔ اس کی پہلے سے زیادہ حفاظت کریں۔"

ناگ نے فائل سیکرٹری کے حوالے کی اور اسے حیران پریشان

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چھوڑ کر کار سٹارٹ کر کے وہاں سے نکل گیا۔ رازلین کے بڑے پل کے نیچے آ کر اس نے کار کھڑی کی۔ کار سے باہر نکل کر پل کے فٹ پاتھ پر آ کر خفیہ منتر پڑھنا شروع کر دیا۔ وہی سفید سانپ نمودار ہوا۔ اس کے منہ سے سفید دھواں نکل کر ناگ کے جسم پر چھا گیا۔ پھر سانپ غائب ہو گیا۔ دھواں چھٹا تو ناگ سفیر سے دوبارا اپنی اصلی شکل میں واپس آ چکا تھا۔ اس نے جیب سے خفیہ وائرلیس نکال کر اس کا بٹن دبایا اور کہا:

"تانیا! تانیا! ہیلو تانیا!"

جس ملک کا وہ سفیر بنا تھا اس ملک کے سب سے خطرناک جاسوس کراسکی کا کوڈ نمبر تھا۔ دوسری طرف سے کراسکی کی آواز آئی:

"میں تانیا ہوں تم کون ہو؟"

ناگ نے کہا:

"ہم ایکس میزائل کی خفیہ فائل مل گئی ہے۔ مگر سپر مین کی جانب سے خطرہ ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ اس کے گلے میں ڈالے گئے مریخ کے پتھر کے تعویذ کا اثر صبح زائل ہو جائے گا۔"

کراسکی نے کہا:

"یہ کیسے ہو سکتا ہے؟"

ناگ بولا:

"مجھے اپنے ملک کے بڑے سائنس دان کا پیغام ملا ہے۔"

"تم کون ہو؟" کراسکی نے پوچھا۔

ناگ نے کہا:

"میں وزیر اعظم کی طرف سے یہاں پر خفیہ مشن پر بھیجا گیا ہوں۔ بڑے سائنس دان نے مجھے ایک سفوف بھجوایا ہے جو اگر سپر مین کے جسم پر نہ ملا گیا تو صبح اس میں پھر سے طاقت واپس آ جائے گی اور ہمارا سارا کام دھرے کا دھرا رہ جائے گا۔"

کراسکی نے کہا:

"تم اس وقت کہاں ہو؟"

ناگ بولا:

"میں رازلین کے بڑے پل کے نیچے ہوں۔ مجھے سپر مین کے پاس لے جانے کا انتظام کیا جائے۔"

کراسکی اپنے ملک کے خطرناک وزیر اعظم سے بہت ڈرتا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ وہ جب چاہے اسے ختم کرا سکتا ہے۔ چنانچہ وہ اس کے بھیجے ہوئے خاص آدمی یعنی ناگ کا ہر حکم ماننے پر مجبور تھا اور پھر وہ ایک بڑا اہم پیغام لایا تھا۔ اگر سپر مین کی طاقت واپس آ گئی تو وہ ان کے سارے کیے

کرائے پر پانی پھیر دے گا۔ اور وزیر اعظم کراسکی کو گولی مروا دے گا۔ چنانچہ اس نے بےدلی سے کہا:

"میں آ رہا ہوں۔ وہیں میرا انتظار کرو۔"

ناگ خاموشی سے سیاہ موٹر کار میں آ کر بیٹھ گیا اور کراسکی کا جو اپنے ملک کا سب سے بڑا اور خطرناک جاسوس تھا انتظار کرنے لگا۔ رات آہستہ آہستہ ڈھل رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد کراسکی کی کار آ کر ناگ کی کار کے قریب رک گئی۔ ناگ نے دیکھا کہ ایک دبلا پتلا ادھیڑ عمر کا آدمی لمبا کوٹ پہنے کار سے نکل کر ناگ کی طرف بڑھا۔ ناگ نے آگے بڑھ کر اس سے پوچھا:

"کیا آپ کا نام کراسکی ہے؟"

کراسکی نے اندھیرے میں چمکتی ہوئی تیز آنکھوں سے ناگ کو گھور کر دیکھا اور کہا:

"تمہارا کیا خیال ہے کہ میں کوئی چور اچکا ہوں۔ یہ بتاؤ کہ تمہارا نمبر کیا ہے؟"

ناگ نے سخت غصے میں جواب دیا:

"تمہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ وزیر اعظم کے خاص جاسوسوں کو نمبر بتانے کی اجازت نہیں ہوتی اگر تم نے پھر میرا نمبر پوچھا تو میں تمہارا نمبر وزیر اعظم کو

بتا کر تمہاری شکایت کروں گا۔"

کراسکی گھبرا گیا: وہ اپنے ملک کے وزیر اعظم سے بہت ڈرتا تھا۔ اس نے مسکرا کر کہا:

"میں تو تمہارا امتحان لے رہا تھا دوست!"

ناگ نے کہا:

"فضول باتوں کے لیے میرے پاس وقت نہیں ہے۔ مجھے فوراً اس جگہ لے چلو جہاں سپر مین قید ہے۔ سفوف میرے پاس ہے۔ میں سفوف چھڑک کر اس کی بحال ہوتی طاقت کو ختم کرنا چاہتا ہوں۔"

کراسکی بولا:

"میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ۔"

کراسکی کار لے کر آگے بڑھا۔ ناگ اس کے پیچھے چل پڑا۔ واشنگٹن کی رات کی جگ مگ کرتی روشنیوں میں کراسکی کی موٹر کار شہر کے درمیانی حصے سے نکل کر اس بڑی سڑک پر آ گئی جو سیدھی نیو یارک شہر کو جاتی تھی۔ یہ ہائی وے تھا۔ بہت کھلی سڑک تھی۔ ایک وقت میں چار گاڑیوں کے آنے جانے کا راستہ بنا تھا۔ کراسکی کی گاڑی ستر میل فی گھنٹہ کی رفتار سے جا رہی تھی۔ ناگ اس کے پیچھے پیچھے جا رہا تھا۔ ڈیڑھ گھنٹے کے بعد کراسکی کی گاڑی ایک چھوٹی سڑک پر گھوم گئی۔ یہ سڑک ایک جنگل

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے درمیان سے گذرتی تھی۔ گنجان درختوں کے جھنڈ چاروں طرف پھیلے تھے۔ آس پاس اندھیرا تھا۔ جنگل کے درمیان ایک چھوٹا سا کھپریل چھت والا مکان آ گیا۔ دونوں گاڑیاں اس مکان کے پچھواڑے جا کر رک گئیں۔ کراسکی نے ناگ کو ساتھ لیا۔ مکان کے تہہ خانے کا دروازہ کھول کر اسے ایک اندھیرے کمرے میں لے گیا۔ ٹارچ روشن کی۔ سامنے ایک دروازے پر تالہ لگا تھا۔ کراسکی نے تالا کھول کر دروازہ کھولا اور بتی جلا دی۔ ناگ کیا دیکھتا ہے کہ ایک کرسی پر اس کا دوست سپرمین دونوں بازو لٹکائے سر جھکائے نیم بیہوشی کی حالت میں بیٹھا ہے۔ اس کے گلے میں پتھر کا تعویذ لٹک رہا ہے۔ کراسکی نے سپرمین کو غور سے دیکھا اور پھر ناگ کو گھور کر دیکھتے ہوئے بولا:

"تم تو کہتے تھے کہ سپرمین کی طاقت واپس آ رہی ہے مگر یہ تو اسی طرح بے ہوش پڑا ہے۔"

کراسکی کو ناگ پر شک ہو گیا تھا۔ آخر تجربہ کار جاسوس تھا۔ فوراً جیب سے پستول نکال کر بولا:

"مجھے وہ سفوف دکھاؤ جسے وزیر اعظم نے تمہیں دیا ہے۔"

ناگ کے پاس تو کوئی سفوف نہیں تھا۔ مگر ناگ بھی کوئی احمق اور بے وقوف آدمی نہیں تھا۔ اس نے ایک گہرا سانس لیا اور غائب ہو گیا۔ کراسکی ہکا بکا ہو کر رہ گیا۔ کہ ایک جیتا جاگتا

زندہ انسان اس کی آنکھوں کے سامنے ایک دم سے کیسے غائب ہو گیا۔ مگر ناگ غائب نہیں ہوا تھا۔ وہ ایک سیاہ سانپ کی شکل میں کراسکی کی پنڈلی کو ڈس چکا تھا۔ اچانک کراسکی کا جسم کانپنے لگا۔ اس کے ہاتھوں کی طاقت جواب دے گئی اور پستول اس کے ہاتھ سے گر پڑا۔ اس کے ساتھ ہی وہ خود بھی دھڑام سے سپرمین کی کرسی کے پاس گرا اور بے ہوش ہو گیا۔ ناگ فوراً انسان کی شکل میں واپس آیا اور سب سے پہلا کام اس نے یہ کیا کہ سپرمین کے گلے سے مریخ کے پتھر کا تعویذ اتار کر پھینک دیا۔ تعویذ کے اترتے ہی سپرمین ہوش میں آ گیا اور اس کی طاقت بھی واپس آ گئی۔ اس نے ناگ کو اپنے سامنے دیکھا تو بولا:

"میں یہاں کیسے آ گیا؟"

ناگ نے کہا:

"یہ میں تمہیں بعد میں بتاؤں گا دوست۔ پہلے یہاں سے نکل چلو۔"

سپرمین نے کراسکی کو بے ہوش پڑے دیکھ کر پوچھا:

"یہ کون ہے؟"

ناگ بولا: "یہ وہ آدمی ہے جس نے تمہیں سپرمین سے ایکسٹرا مین بنا دیا تھا۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سپر مین زمین پر پڑا ہوا پتھر کا تعویذ اٹھانے لگا تو ناگ نے چیخ کر کہا :

"خدا کے لیے اسے ہاتھ نہ لگانا۔ یہ بڑی خطرناک شے ہے آؤ میرے ساتھ۔"

ناگ اور سپر مین پر اسرار مکان سے باہر نکل آئے۔ ناگ نے سپر مین کو ساری کہانی سنا دی اور کہا کہ اب ہمیں جتنی جلدی ہو سکے ایم ایکس میزائلوں کے اڈے میں لگے ہوئے بم ضائع کرنے ہوں گے۔

سپر مین بولا :

"میرے ساتھ آؤ۔ میں جانتا ہوں حکومت نے یہ خطرناک میزائل کہاں لگا رکھے ہیں۔"

پھر ناگ کی طرف دیکھ کر بولا :

"دوست! کیا تم میرے ساتھ ہوا میں اڑ سکو گے؟"

ناگ نے مسکرا کر کہا :

"میں ہزاروں برسوں سے ہوا میں اڑ رہا ہوں ممکن ہے میں تم سے آگے نکل جاؤں۔"

سپر مین اور ناگ رات کے اندھیرے میں جنگل سے نکل کر کھلی جگہ پر آ گئے۔ سپر مین دونوں بازو پھیلا کر فضا میں اچھلا اور ایک دم سے لہراتا ہوا درختوں کے اوپر آ گیا۔ ایک چکر

لگا کر ناگ سے کہنے لگا :

"اوپر ہوا میں آ جاؤ۔ اگر نہیں آ سکتے تو میں تمہیں اپنے کندھے پر بٹھا لیتا ہوں۔"

ناگ نے کہا :

"آ رہا ہوں۔"

اتنا کہہ کر ناگ نے لمبا سانس بھرا اور ایک دم سے سفید باز کی شکل اختیار کر لی اور سپر مین کے سر کے اوپر ایک لمبا چکر لگایا۔ سپر مین نے ہاتھ سے ایک طرف اشارہ کیا اور تاروں بھری رات میں اڑنے لگا۔ ناگ اس کے ساتھ ساتھ اڑ رہا تھا۔ وہ نیویارک جانے والی سڑک سے ہٹ کر نیشنل ائرپورٹ کے اوپر آ گئے۔ ایک جیٹ ہوائی جہاز بڑی تیزی سے ان کے قریب سے گزر گیا۔ ایک مسافر نے کھڑکی کے شیشے میں سے سپر مین کو ہوا میں اڑتے دیکھا تو اس کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی پلیٹ نیچے گر پڑی۔

سپر مین ناگ کو لے کر واشنگٹن کی روشنیوں بھری بلند عمارتوں کے اوپر چکر لگاتا شہر سے دور نکل گیا۔ آدھ گھنٹہ ہوا میں اڑتے رہنے کے بعد سپر مین ایک جھیل کے کنارے ویران پہاڑی کے دامن میں اتر گیا۔ ناگ بھی اس کے ساتھ ہی نیچے آ گیا۔ ناگ انسان کی شکل میں آ چکا تھا۔ سپر مین نے زمین پر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پاؤں مار کر کسی بات کا اندازہ لگایا اور ناگ سے کہنے لگا،
"ایم ایکس میزائل اس پہاڑی کے اندر لگے ہوئے ہیں
ہمیں گیٹ میں سے کوئی اندر نہیں جانے دے گا اور
اگر ہم نے پہرے داروں یا افسروں سے کہا بھی کہ
میزائلوں کے نیچے دشمن نے بم لگا دیئے ہیں تو وہ
ہمیں پاگل سمجھ کر وہیں روک لیں گے پھر وہ اپنے
افسروں سے بات کریں گے۔ وہ افسر اپنے افسروں
سے ٹیلی فون پر بات کریں گے اور اس طرح دیر ہو
جائے گی اور بم پھٹ جائیں گے۔ میزائل تباہ ہو
جائیں گے اور ان کے ایٹم بموں کی تابکاری سے اردگرد
کا سارا علاقہ برباد ہو جائے گا۔ اور ساٹھ میل تک
کوئی انسان کوئی پرندہ زندہ نہیں بچے گا۔"

ناگ نے پوچھا:

"پھر تم کیا کرنے کا ارادہ رکھتے ہو؟"

سپرمین بولا:

"میں یہاں سے زمین میں سوراخ کر کے اس تہہ خانے
میں جاؤں گا جہاں میزائل لگے ہیں تم بھی میرے ساتھ
آؤ۔ مگر سانپ کی شکل میں تاکہ اگر کوئی پہرے دار
ہمیں روکے تو تم ہلکا سا زہر اس کے جسم میں داخل

کر کے اسے بے ہوش کر دینا۔"

"ایسا ہی ہو گا۔"

ناگ نے جواب دیا۔

سپرمین ایک جگہ کھڑا ہو گیا اور پھر وہ اتنی تیزی سے
گھومنے لگا جس طرح زمین میں سوراخ کرنے والا برما گھومتا
ہے۔ زمین میں گہرا شگاف پڑتا چلا گیا۔ سپرمین زمین کے اندر
ہی اندر اترتا جا رہا تھا۔ ناگ بھی سانپ کی شکل اختیار کر کے
سپرمین کے پیچھے پیچھے سوراخ کے اندر اترنے لگا۔ وہ پہاڑی
کے اندر ایک غار میں آ گئے۔ یہاں اندھیرا تھا۔

سپرمین نے ناگ سے کہا:

"میرے ساتھ ساتھ رہنا دوست!"

ناگ سانپ بن کر سپرمین کے ساتھ ساتھ رینگ رہا تھا دونوں
دوست آگے بڑھے۔ غار آگے جا کر بائیں ہاتھ کو گھوم گیا۔
ادھر سے ہلکی روشنی آ رہی تھی۔ پھر انہیں دو آدمیوں کی انگریزی
میں باتیں کرنے کی آواز آئی۔

سپرمین نے آہستہ سے کہا:

"یہ گارڈ ہیں جو ڈیوٹی دے رہے ہیں۔"

ناگ بھی یہ آوازیں سن رہا تھا۔ سپرمین دیوار کے ساتھ
لگ کر آگے کھسک رہا تھا۔ اب اس نے سامنے ذرا فاصلے پر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ایک لوہے کا دروازہ دیکھا جس کے باہر دو امریکی فوجی کھڑے پہرہ دے رہے تھے۔ سپرین نے ناگ کے منہ کے قریب منہ لے جا کر کہا:

"اس دروازے کے پیچھے وہ تہہ خانہ ہے جہاں ایم ایکس میزائل لگے ہیں تم ان دونوں کو کسی طرح تھوڑی دیر کے لیے بے ہوش کر دو۔"

سپرین ناگ کی زبان نہیں سمجھ سکتا تھا مگر ناگ سپرین کی بلکہ دنیا کی ہر زبان سمجھ لیتا تھا۔ وہ غار کے اندھیرے میں دیوار کے ساتھ ساتھ چھت کے قریب رینگتا ہوا پہرہ دیتے سپاہیوں کے پاس آ گیا۔ سپاہی سٹول پر بیٹھ گئے تھے اور مشین گنیں ان کے کندھوں سے لٹک رہی تھیں۔ ناگ رینگتا ہوا اس جگہ آ گیا جہاں سپاہیوں کی گردنیں اسے مدھم روشنی میں صاف دکھائی دے رہی تھیں۔ اس نے ہلکی سی چھلانگ لگائی اور ایک سپاہی کی گردن سے چمٹ گیا اور فوراً ہی اسے ڈس دیا۔ ناگ کے زہر نے فوراً اثر کیا اور سپاہی سٹول پر بیٹھے بیٹھے ایک طرف کو جھکا اور پھر فرش پر گر پڑا۔ دوسرا سپاہی پریشان ہو کر اٹھا اور بے ہوش سپاہی پر جھک کر اس کا چہرہ اوپر اٹھایا:

"جونی! کیا بات ہے؟ تم ہوش میں ہو؟"

اتنی دیر میں ناگ دوسرے سپاہی کی گردن سے لپٹ گیا۔ اس

نے زور سے گردن پر ہاتھ مارا۔ ناگ نے اس کے ہاتھ پر ڈس دیا۔ دوسرا سپاہی جلدی سے اٹھا اور جیب سے سیٹی نکال کر بجانے لگا کر گارڈ روم کو خبردار کر دے۔ مگر ناگ کے زہر نے اسے اتنی مہلت نہ دی اور وہ بھی اپنے ساتھی کے اوپر گر کر بے ہوش ہو گیا۔ جب سپرین نے دونوں کو بے ہوش پڑے دیکھ لیا تو وہ اندھیرے میں سے نکل کر لوہے کے دروازے کے پاس آ گیا۔ اس نے ناگ کو سٹول پر کنڈلی مارے بیٹھا دیکھ تو کہا:

"نہیں سانپ ہی کی شکل میں میرے ساتھ اندر جانا ہوگا کیوں کہ تمہاری اندر بھی ضرورت پڑ سکتی ہے۔"

لوہے کے دروازے کو کمپیوٹر کے تالے سے بند کیا گیا تھا۔ مگر سپرین کے لیے کوئی بات ناممکن نہیں تھی۔ اس نے دروازے کے سوراخ میں انگلی ڈال کر اسے ہلکا سا جھٹکا دیا۔ دروازہ اپنے آپ کھل گیا۔ سپرین اور ناگ اندر داخل ہو گئے۔ یہ ایک گول کمرہ تھا۔ جس کے درمیان میں تھوڑے تھوڑے فاصلے پر دس بڑے بڑے بارہ بارہ منزلہ ایم ایکس خطرناک میزائل لگے تھے جن کے اوپر کے سروں پر ایٹم بم فٹ کیے ہوئے تھے۔ سپرین نے ناگ سے کہا:

"ہمارے پاس وقت بہت کم ہے اور یہاں کوئی پہریدار

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بھی دکھائی نہیں دیتا اس لیے ہمیں جتنی جلدی ہو سکے ایم ایکس اینٹی میزائلوں کے نیچے لگے ہوئے بم تلاش کر کے انہیں ضائع کر دینا ہوگا۔"

ناگ اور سپر مین دونوں نے مل کر خفیہ بموں کی تلاش شروع کر دی۔ ناگ کو یہ سہولت تھی کہ چونکہ وہ سانپ کی شکل میں تھا۔ اس لیے میزائلوں کے نیچے اندر تک جا کر چھان بین کر سکتا تھا۔ وقت گزرتا چلا جا رہا تھا۔ انہیں معلوم تھا کہ آدھ گھنٹے بعد ڈیوٹی پر دوسرے سپاہی آ جائیں گے اور سارا بھید کھل جائے گا۔ پندرہ منٹ کی سخت کوشش کے بعد انہوں نے سات میزائلوں کے نیچے لگے ہوئے بم تلاش کر کے انہیں ضائع کر دیا۔ باقی تین میزائل رہ گئے تھے۔ انہوں نے ان کی بھی چھان بین شروع کر دی۔ کافی تلاش کے بعد دو میزائلوں کے بم بھی ضائع کر دیئے گئے۔ ایک بم باقی رہ گیا تھا۔

اتنے میں باہر کچھ گڑبڑ ہوئی۔ آدمیوں کے تیز تیز باتیں کرنے اور چلنے کی آوازیں آئیں۔ اس وقت ناگ دسویں میزائل کا بم بھی ڈھونڈ کر سپر مین کو دکھا چکا تھا اور سپر مین بم کے خفیہ پن باہر نکال رہا تھا۔ اچانک لوہے کا دروازہ زور سے کھل گیا اور چھ امریکی فوجی مشین گنیں تانے دھڑ دھڑاتے

ہوئے اندر آ گئے۔ سپر مین نے ان کی کوئی پروا نہ کی اور بم کا خفیہ پن باہر نکال کر بم کو ناکارہ کر دیا۔ اس نے امریکہ کو، بلکہ ساری دنیا کو ایک بہت بڑی تباہی سے بچا لیا تھا۔ ایک فوجی نے اسے ہینڈز اپ کر لیا اور ساتھ ہی گولی چلا دی۔ مشین گن کی چھ گولیاں سپر مین کو اور سات گولیاں دسویں میزائل کو لگیں۔

ناکارہ بم کا بارود ابھی تک میزائل کے نیچے اسی طرح پڑا تھا۔ سپر مین نے چلا کر کہا:

"شوٹنگ بند کر دو۔ میزائل کو خطرہ ہے۔"

مگر سپاہی احمق تھے۔ انہوں نے کچھ سوچے سمجھے بغیر ایک بار پھر سپر مین کو گولیوں کی باڑ مار دی۔ اس دفعہ کچھ گولیاں سپر مین کے جسم سے ٹکرا کر بم کے بارود کو جا لگیں۔ ایک زور دار دھماکہ ہوا اور دسویں میزائل کے ایندھن کو آگ لگ گئی۔ بے پناہ شور کے ساتھ میزائل کے نیچے سے شعلے نکلنے لگے اور میزائل آہستہ آہستہ اوپر اٹھنے لگا۔ اب فوجیوں کے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔ انہوں نے سپر مین کو وہیں آگ کے شعلوں کے پاس چھوڑا اور خود کنٹرول ٹاور کی طرف بھاگے کہ میزائل کو روکنے کا کوئی بندوبست کریں۔ مگر میزائل اوپر اٹھ رہا تھا اور چھت میں اپنے آپ ایک

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

راستہ بن گیا تھا تا کہ میزائل باہر نکل کر دشمن ملک پر گر کر اس کے کسی شہر کو تباہ کرنے کے لیے روانہ ہو جائے۔

ناگ فوراً انسانی شکل میں آ گیا۔ اس نے سپر مین سے کہا:

"اس میزائل کو روکو۔ نہیں تو سارے کیے کرائے پر پانی پھر جائے گا اور دشمن ملک کے میزائل امریکہ کے شہروں اور یورپ کے شہروں میں بھی تباہی پھیلا دیں گے۔"

اس وقت دسواں میزائل سوراخ سے باہر نکل چکا تھا۔ سپر مین نے کہا:

"میرے ساتھ آؤ۔ میں اسے روکنے کی کوشش کرتا ہوں"

سپر مین اڑ کر سوراخ میں سے باہر نکل آیا۔ ناگ بھی پرندہ بن کر اس کے ساتھ ہی باہر نکل آیا۔ انہوں نے دیکھا کہ ایٹمی میزائل بڑی تیز رفتاری سے اڑتا ہوا آسمان کی بلندیوں میں ایک خاص سمت کو چلا جا رہا تھا۔ اس کی دم میں سے شعلے اور دھواں نکل رہا تھا۔ میزائلوں کے اڈے میں سے چار فوجی ہیلی کاپٹر اوپر اٹھ رہے تھے۔ سپر مین بھی میزائل کے پیچھے پیچھے اڑتا چلا جا رہا تھا۔ رات کا اندھیرا اب دن کی روشنی میں بدلنے لگا تھا۔

ایم ایکس ایٹمی میزائل واشنگٹن کے علاقے سے بہت دور نکل چکا تھا۔ آسمان پر چھ جیٹ لڑاکا طیاروں کی دو ٹولیاں نمودار ہوئیں اور میزائل کے قریب سے زنّاٹے کے ساتھ گذر گئیں۔ سپر مین میزائل کے اوپر ہو کر اڑ رہا تھا ناگ بھی پرندے کی شکل میں اس کے ساتھ ساتھ اڑا چلا جا رہا تھا۔ پھر ناگ سپر مین کے کندھے پر آ کر بیٹھ گیا۔

ناگ نے انسانی آواز میں کہا:

"تم اسے کب روکو گے؟ یہ تھوڑی دیر میں بحرالکاہل کے اوپر سے گذر رہا ہو گا اور پھر دشمن کا ملک وہاں سے زیادہ دور نہیں رہ جائے گا۔"

سپر مین بولا:

"یہ بڑا جدید ترین میزائل ہے۔ اسے راستے میں بھی کسی دوسرے میزائل سے تباہ نہیں کیا جا سکتا۔ اسے کمپیوٹر کے ذریعے اس راستے پر ڈال دیا گیا ہے۔ میں نے اگر اپنی طاقت کے بل پر اس کا رخ دوسری طرف بدل بھی دیا تو یہ پھر اسی رُخ پر واپس آ جائے گا۔"

ناگ نے کہا:

"تو کیا تم چاہتے ہو کہ دنیا میں تباہی پھیل جائے؟"

سپر مین بولا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"میں اسے سمندر میں گرانے کی کوشش کروں گا۔"

کچھ دیر بعد ایم ایکس میزائل بحرالکاہل کے اوپر سے گذر رہا تھا۔ نیچے سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔ فوج کے جیٹ طیارے میزائل کو راکٹ سے بھی تباہ نہیں کرنا چاہتے تھے کیوں کہ اس صورت میں اس کے آگے لگا ہوا ایٹم بم پھٹ جاتا اور اردگرد کے علاقوں میں تباہی پھیل جاتی۔ سپرمین میزائل کے اوپر بیٹھ گیا۔ وہ کھسکتا ہوا میزائل کی نوک کی طرف بڑھنے لگا وہ میزائل کی نوک پر لگے ہوئے ایٹم بم کو نکال کر نیچے گرا دینا چاہتا تھا تاکہ ایٹم بم کی تباہی کا خطرہ جاتا رہے۔ کیوں کہ ایٹم بم کو ایک خاص وقت کے بعد اپنے آپ پھٹ جانا تھا۔ جیٹ طیاروں کے امریکی ہوا باز سپرمین کو حیرت سے تک رہے تھے۔ سارے امریکہ میں شور مچ گیا تھا اور سپرمین اور میزائل کو امریکہ بھر میں سیٹلائٹ کے ذریعے ٹیلی ویژن پر دکھایا جا رہا تھا۔ صدر اپنی تعطیل منسوخ کر کے واشنگٹن آ گیا تھا۔ تینوں فوجوں کے چیف اس کے گرد جمع تھے۔ انہیں ایک ہی امید تھی کہ سپرمین بم کو میزائل کی نوک سے نکالنے میں کامیاب ہو جائے گا۔

یہ ایم ایکس میزائل اتنا جدید اور زبردست تھا کہ اس کی خبر دشمن کے ملک کو صرف اس وقت ہو سکتی تھی جب

وہ ان کے کسی شہر کے اوپر پہنچ جاتا۔ وگرنہ دشمن ایک ایسا راکٹ چھوڑ سکتا تھا جو ایٹمی میزائل کو امریکہ کے اوپر ہی تباہ کر ڈالتا۔ اس طرح بھی بڑی تباہی کا خطرہ تھا۔ سپرمین اب میزائل کی نوک پر پہنچ گیا تھا۔ اس نے دیکھا کہ نوک کے آگے بڑے تربوز کے سائز کا تکونا ایٹم بم لگا ہوا ہے۔ سپرمین اچک کر ایٹم بم کے اوپر آ کر بیٹھ گیا۔ اسے معلوم تھا کہ یہ ایٹم بم صرف اسی وقت پھٹے گا جب اندر سے اس کی سوئی ایک نشان پر پہنچ جائے گی یا پھر اس پر کسی راکٹ کی زبردست ضرب لگے گی۔ سپرمین ایٹم بم سے لپٹ گیا۔ نیچے سمندر کی لہریں شور مچا رہی تھیں۔ ناگ اس کے ساتھ ساتھ اڑتا چلا جا رہا تھا۔ سپرمین نے ایٹم بم کے گرد بانہیں ڈال کر اسے ایک زوردار جھٹکا دیا۔ سپرمین کی طاقت کوئی معمولی طاقت نہیں تھی۔ اس کے جھٹکے میں بڑی شدت تھی۔ دوسری بار جھٹکا دینے سے ایٹم بم نوک سے الگ ہو گیا اور سپرمین کے ساتھ نیچے گرنے لگا۔ سپرمین نے اسے ہاتھ سے اوپر اٹھایا اور فضا میں پیچھے کو اڑنے لگا۔ فوجی طیاروں میں بیٹھے ہوا بازوں نے خوشی سے نعرہ لگایا۔ ٹیلی ویژن دیکھنے والے لاکھوں امریکیوں نے بھی سکھ کا سانس لیا۔

سپرمین ایٹم بم کو لے کر سمندر کی طرف نیچے اترنے لگا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ اس کے ساتھ ساتھ تھا۔ خالی میزائل اسی طرح اڑا چلا جا رہا تھا۔ جیٹ طیاروں میں سے ایک ساتھ چھ راکٹ نکلے اور خالی میزائل سے جا ٹکرائے۔ ان کے ٹکراتے ہی میزائل ٹکڑے ٹکڑے ہو کر سمندر میں گر پڑا۔ آدھا خطرہ ٹل گیا تھا۔ ایٹم بم کے چلنے کا خطرہ ابھی باقی تھا۔ مگر سپرمین نے ایٹم بم کو پوری طرح سے اپنی مضبوط گرفت میں لے رکھا تھا۔ سمندر کی سطح پر لہریں اوپر کو اٹھ رہی تھیں۔ سپرمین ہٹے ہوئے سے آہستہ آہستہ نیچے اترنے لگا اور پھر اس نے سمندر میں چھلانگ لگا دی۔ وہ ایٹم بم کو لے کر سمندر کے نیچے آ گیا۔ سمندر میں وہ جس جگہ اترا وہاں بڑی بڑی خون خوار شارک مچھلیاں رہتی تھیں جو انسان کو ثابت نگل جاتی تھیں۔ ایک شارک مچھلی نے سپرمین کو دیکھا تو تیزی سے دم گھما کر اس کی طرف حملہ کرنے کے لیے بڑھی۔ سپرمین نے اسے دیکھ لیا تھا۔ شارک اپنا بھیانک منہ کھولے اس کے قریب آئی کہ اسے نگل لے۔ سپرمین نے ایک ہاتھ شارک کے سر پر اتنی زور سے مارا کہ شارک مچھلی کا آدھا سر کٹ کر پانی میں گر پڑا اور وہ وہیں ٹھنڈی ہو گئی۔ سپرمین نے سمندر میں ایک غار دیکھا جس کے اندر سے تین بڑے بڑے کچھوے باہر نکل رہے تھے۔

وہ ایٹم بم لے کر غار کے اندر چلا گیا۔ یہاں اس نے ایٹم بم کا سیفٹی پن نکال کر اسے ایک گڑھے میں دفن کر کے اوپر ایک بھاری پتھر رکھ دیا۔ اس کام سے فارغ ہو کر وہ غار سے باہر نکلا اور سمندر کی سطح کی طرف اوپر کو اٹھنے لگا۔ ناگ ابھی تک سمندر کے اوپر چکر لگا رہا تھا۔ امریکی ائر فورس کے جیٹ طیارے جا چکے تھے۔ اور اب ان کی جگہ ائر فورس کے دو ہیلی کاپٹر اوپر چکر لگا رہے تھے۔ ناگ نے دیکھا کہ سپرمین سمندر میں سے باہر نکلا اور تیر کی طرح اوپر بادلوں میں آ گیا۔ ہیلی کاپٹر کے پائیلٹ اور فوجی افسر آنکھیں کھولے سپرمین کو بادلوں میں گم ہوتا دیکھتے رہے۔

ناگ سپرمین کے ساتھ ساتھ تھا۔ دن کی روشنی چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی۔ ناگ کو سپرمین نے بتایا کہ بم ضائع کر دیا گیا ہے۔ اور خطرہ ٹل گیا ہے۔

"سمندر کا پانی بم کے خول کو ناکارہ کر دے گا۔"

سپرمین نے اڑتے ہی اڑتے ناگ سے پوچھا کہ اب اس کا کیا پروگرام ہے؟

ناگ نے اسے بتایا کہ آج آدھی رات کو واشنگٹن کے قریب خلیج چیسپی سے کچھ میل دور سمندر میں روس کی ایک خفیہ جنگی آبدوز کشتی ابھرے گی۔ وہ روسی سفیر کو لینے آئے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گی۔ سپرمین نے پوچھا:
"مگر روسی سفیر تو تم بنے ہوئے تھے۔"
ناگ نے کہا:
"میں نقلی تھا۔ اصلی سفیر اور اس کی بیوی بچے سفارت خانے میں ہی ہیں۔ اصلی سفیر کو ہوش آ چکا ہو گا اور جب روس کی خفیہ پولیس کو پتہ چلے گا کہ ایم ایکس میزائلوں کے بم نہیں پھٹے اور میزائلوں کی فائل نقلی اور جعلی تھی تو وہ روسی سفیر اور اس کی بیوی بچوں کو روس لے جا کر ہلاک کر دیں گے۔"
"پھر تم کیا چاہتے ہو؟" سپرمین نے پوچھا۔
ناگ کہنے لگا:
"روسی سفیر اور اس کی بیوی اور بچے بے گناہ ہیں میں ان کی زندگی بچانا چاہتا ہوں۔"
سپرمین نے کہا:
"پھر ایسا کرو کہ تم رات بارہ بجے سے پہلے واشنگٹن کی خلیج چیپی کے کنارے پہنچ جاؤ۔ وہاں ماؤنٹ ورنن نام کا ایک ریستوران ہے۔ تم وہاں میرا انتظار کرنا۔ میں ٹھیک بارہ بجے وہاں

پہنچ جاؤں گا۔"
سارا معاملہ طے کرنے کے بعد سپرمین جنوب کی طرف مڑ گیا اور ناگ اڑتا ہوا واشنگٹن کی جانب چل پڑا۔

○

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سفید اژدہا

رات کے بارہ بجے تھے۔

ماؤنٹ ورنن ریستوران میں اکا دکا لوگ بیٹھے کافی اور کوکاکولا وغیرہ پی رہے تھے۔ خلیج کے سیاہ پانیوں میں ہوٹل کی روشنیوں کا عکس پڑ رہا تھا۔ ناگ انسانی شکل میں لمبا اوور کوٹ اور ہیٹ پہنے ایک میز کے پاس کرسی پر بیٹھا کافی پی رہا تھا۔ اس کی آنکھیں بار بار گھڑی کی طرف جاتی تھیں۔ وہ سپرمین کا انتظار کر رہا تھا۔ رات کے ٹھیک بارہ بج چکے تھے مگر سپرمین کہیں دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ ناگ اُٹھ کر ریستوراں سے باہر آگیا اور لابی میں ٹہلنے لگا۔ خفیہ روسی آبدوز کو وہاں سے دس میل دور سمندر میں آدھ گھنٹے بعد ابھرنا تھا۔ روس کے خفیہ محکمے کے۔جی۔بی کو پتہ چل گیا تھا کہ ان کی سکیم فیل ہو چکی ہے اور روسی سفیر ایم ایکس میزائلوں کی فائل حاصل کرنے اور ایم ایکس میزائلوں کو ٹائم بم سے تباہ کرنے میں ناکام رہا ہے۔ روسی جاسوس کراسکی

پر بھی عذاب نازل ہو گیا تھا اور اسے واشنگٹن میں ہی روس کی خفیہ پولیس نے گرفتار کر لیا تھا۔ روسی سفیر اور اس کی بیوی اور دونوں بچوں کو حراست میں لے کر ایک ہیلی کاپٹر میں سوار کروا دیا گیا تھا اور ہیلی کاپٹر رات کے اندھیرے اور خاموشی میں سمندر میں اس مقام کی طرف روانہ ہو گیا تھا جہاں آدھی رات کو خفیہ روسی آبدوز ابھرنے والی تھی۔

یہاں آنے سے پہلے ناگ روسی سفارت خانے کا چکر لگا آیا تھا۔ اس کا ارادہ تھا کہ روسی سفیر اور اس کے بچوں کو گرفتار ہونے سے پہلے وہیں اپنی حفاظت میں لے کر کسی محفوظ مقام پر پہنچا دے۔ لیکن افسوس کہ ناگ کے پہنچنے سے پہلے ہی روس کے خفیہ جاسوس سفارت خانے کے عملے کی مدد سے وہاں جا کر روسی سفیر اور اس کے بیوی بچوں کو گرفتار کر کے ہیلی کاپٹر میں بٹھا کر لے جا چکے تھے۔

ناگ نے وقت دیکھا۔ رات کے بارہ بج کر دس منٹ ہو گئے تھے۔ سپرمین ابھی تک نہیں آیا تھا۔ معاملہ بڑا نازک ہو رہا تھا۔ ناگ اگر سپرمین کا انتظار کرتا ہے تو ادھر روس کی خفیہ آبدوز روسی سفیر اور اس کے بیوی بچوں کو لے کر روس کی طرف روانہ ہو جاتی ہے جہاں پہنچ کر روسی سفیر اور اس کے خاندان کو گولی مار کر ہلاک کر دیا جانا تھا۔ ناگ نے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آخری بار تاروں بھرے آسمان کی طرف دیکھا۔ سپرمین کہیں دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ ناگ ریستوران کے پچھواڑے آگیا۔ یہاں سناٹا چھایا تھا۔ کوئی انسان آس پاس نظر نہیں آ رہا تھا۔ ناگ نے سانس کھینچ کر باز کی شکل اختیار کی اور سمندر کے اوپر اُڑنے لگا۔

یہاں سے بارہ میل دور سیاہ سمندر میں ایک مقام تھا جہاں سے خفیہ روسی آبدوز ابھرنے والی تھی۔ ناگ نے سوچا کہ کیوں نہ راستے میں ہی اس ہیلی کاپٹر کو اغوا کر لیا جائے جس میں روسی سفیر اور اس کا خاندان گرفتار کر کے لایا جا رہا ہے۔ مگر اس میں ایک خطرہ تھا۔ ہوا باز اپنی جان پر کھیل کر ہیلی کاپٹر کو سمندر میں گرا کر سب کو تباہ کر سکتا تھا۔ اس سے پہلے روسی خفیہ پولیس کے لوگ ایسا کرتے رہے تھے۔ ناگ نے اب یہ پروگرام بنایا کہ جب روسی سفیر کو آبدوز میں سوار کرا دیا جائے تو پھر خفیہ آبدوز کو اغوا کر کے اس پر قبضہ کر لیا جائے اور اسے مجبور کیا جائے کہ وہ امریکی ساحل کی طرف چلے۔ اس کے ساتھ ہی امریکی بحریہ کو وائرلیس پر اطلاع دے دی جائے۔ ناگ اب بھی امریکی بحریہ کو اطلاع دے سکتا تھا۔ مگر اس میں روسی سفیر اور اس کے بچوں کے ہلاک ہونے کا ڈر تھا۔ جونہی روسی آبدوز کے کپتان کو پتہ چلتا کہ امریکی بحریہ نے اسے دیکھ لیا ہے اور اس پر گولہ باری کرنے والی ہے تو وہ ہیلی کاپٹر کے ہوا باز کو خبردار کر دیتا اور ہیلی کاپٹر میں سوار روسی خفیہ محکمے کے جاسوس وہیں گولی مار کر روسی سفیر اور اس کے بچوں کو قتل کر دیتے۔

پس ناگ کو یہی ترکیب پسند آئی کہ کسی طرح روسی آبدوز کو اغوا کیا جائے۔ اڑتے اڑتے وہ سمندر میں اپنے اندازے کے مطابق اس جگہ پر آ گیا جہاں سے روسی خفیہ آبدوز نے ابھرنا تھا۔ وہ سمندر کے اوپر ایک کافی بڑے گول دائرے کی شکل میں چکر لگانے لگا۔ اسے اب بھی امید تھی کہ شاید سپرمین ادھر آ جائے۔ ابھی چند منٹ ہی گذرے ہوں گے کہ ناگ نے دیکھا کہ سمندر میں ایک جگہ لہریں گول چکر میں گھومنے لگی ہیں۔ وہ سمجھ گیا کہ خفیہ آبدوز سمندر کی سطح پر آ رہی ہے۔ سمندر کی لہریں اب اوپر نیچے ہو رہی تھیں۔ چاروں طرف آدھی رات کا گہرا سیاہ اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ سمندر کی لہروں کے ہلکے ہلکے شور کے سوا وہاں کوئی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔ سمندر میں جس جگہ سے روسی آبدوز کو ابھرنا تھا وہاں لہریں ادھر اُدھر ہٹنے لگیں اور سفید جھاگ نمودار ہوئی۔

ناگ نے اس جگہ پر اپنی آنکھیں جما دیں۔ اندھیرے میں آبدوز کے برج کا کنارہ سمندر سے باہر نکلا اور پھر ایک بہت

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بڑی سیاہ رنگ کی روسی آبدوز کا برج اور ڈیک سمندر کی سطح پر نمودار ہو گئی۔ ناگ نے خاموشی سے پروں کو سمیٹ کر نیچے غوطہ لگایا اور آبدوز کے ڈیک یعنی عرشے پر ایک طرف بیٹھ گیا۔ اندھیرے میں وہ دکھائی نہیں دیتا تھا۔ اور اگر اسے کوئی دیکھ بھی لیتا تو یہی سمجھتا کہ پرندہ اڑتے اڑتے وہاں آ کر بیٹھ گیا ہے۔

اب دوز کے اندر سے عرشے کے گول سوراخ کا ڈھکنا اٹھا کر دو روسی نمودار ہوئے اور برج کے جنگلے پر آ کر دوربین لگا کر آسمان پر ہیلی کاپٹر کو تلاش کرنے لگے۔ ان کی وردیاں سیاہ رنگ کی تھیں۔ اور سروں پر بھی کالی ٹوپیاں تھیں۔ ناگ کو بھی ہیلی کاپٹر کا انتظار تھا جس میں روسی سفیر اور اس کی بیوی بچے گرفتار ہو کر موت کے منہ میں جانے کے لیے آ رہے تھے۔

ناگ عرشے پر سے آہستہ سے اڑ کر اس جنگلے کے قریب نیچے ہو کر بیٹھ گیا جس پر دونوں روسی فوجی کھڑے دوربین سے آسمان کو تک رہے تھے۔ ناگ ان کی باتیں سننا چاہتا تھا۔ ان میں سے ایک آبدوز کا کپتان تھا۔ کیوں کہ دوسرے فوجی نے اسے کپتان کہہ کر بلایا اور کہا:

"سر! اب تک انہیں آ جانا چاہیے تھا۔ ہمارا یہاں امریکہ

کے سمندر میں امریکی دارالحکومت کے ساحل پہ زیادہ دیر رکنا ٹھیک نہیں۔"

کپتان نے دوربین کو آنکھوں سے ہٹا کر ادھر ادھر دیکھا اور کہا:

"میں جانتا ہوں کہ ہمارا یہاں رہنا ٹھیک نہیں اور ہم پر حملہ ہو سکتا ہے مگر مجھے حکم ملا ہے کہ روسی سفیر اور اس کی فیملی کو گرفتار کر کے لاؤں۔"

اتنے میں دور سے ہیلی کاپٹر کی ہلکی ہلکی گونج سنائی دی۔ دونوں روسی فوجی چونکے۔ انہوں نے دوربینیں آنکھوں سے لگائیں اور آسمان میں ہیلی کاپٹر کو تلاش کرنے لگے۔ دیکھتے ہی دیکھتے ایک چھوٹا ہیلی کاپٹر آسمان میں نمودار ہوا اور بڑی تیزی سے ایک چکر لگا کر آبدوز کے عرشے پر آ کر رک گیا۔ دروازہ کھلا اور اس میں سے روسی سفیر، اس کی بیوی اور دونوں بچے باہر نکلے۔ ان سب کے ہاتھ پیٹھ کے پیچھے بندھے ہوئے تھے اور زرد چہروں پر موت کا خوف چھایا ہوا تھا۔ صاف لگ رہا تھا کہ انہیں اپنی موت سامنے دکھائی دے رہی ہے۔ آبدوز کے جنگلے میں جو دو روسی فوجی کھڑے تھے وہ جلدی سے آگے بڑھے۔

ناگ کے لیے یہی موقع غنیمت تھا۔ اسی لمحے ناگ نے آبدوز کے اندر جانے کا فیصلہ کیا اور پرندے سے ایک چھوٹے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سانپ کی شکل بدلی اور عرشے پر رینگتا ہوا کھلے ڈھکنے والے سوراخ میں سے گذر کر چکر دار چھوٹی سیڑھی پر سے ہو کر آبدوز کے اندر چلا گیا۔ وہ جلدی سے دیوار پر ہو گیا اور رینگتے ہوئے اس طرف نکل گیا جدھر چھت کے ساتھ بڑے بڑے پائپ بندھے ہوئے تھے۔ وہ ایک بڑے پائپ کے پیچھے چھپ کر گردن اٹھا کر تکنے لگا۔

روسی سفیر اپنے بچوں کے ساتھ سیڑھیاں اتر کر نیچے آیا۔ اس کے آگے پیچھے روسی فوجی تھے۔ انہوں نے پستول تان رکھے تھے۔ وہ روسی سفیر اور اس کے خاندان کو لے کر آبدوز کی پچھلی جانب چلے گئے۔ جہاں آرام کرنے کے کیبن بنے ہوئے تھے۔ ان کے آبدوز میں آتے ہی کپتان نے چلا کر آبدوز کو سمندر میں لے جانے کا حکم دیا۔

غوں غوں غوں کی آوازوں کا شور بلند ہوا اور آبدوز نے سمندر کے نیچے جانا شروع کر دیا۔ سمندر کے نیچے ایک خاص گہرائی تک پہنچنے کے بعد آبدوز اپنی منزل یعنی روس کی طرف روانہ ہو گئی۔

ناگ چھوٹے سانپ کی شکل میں پائپ کے پیچھے بیٹھا دیر تک سوچتا رہا کہ اسے آبدوز کو اغوا کرنے کے لیے کون سے طریقے پر عمل کرنا چاہیے۔ وہ ہر حالت میں روسی سفیر اور اس کے

بال بچوں کی جان بچانا چاہتا تھا۔ کیونکہ روسی خفیہ محکمے کی جو سکیم فیل ہو گئی تھی اس میں اس سفیر اور اس کے بال بچوں کا کوئی قصور نہیں تھا۔ یہ ساری سکیم ناگ نے ناکام بنا ڈالی تھی چنانچہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ بے گناہ سفیر اور اس کے بال بچوں کو موت کے گھاٹ اترتے دیکھے۔

آبدوز سمندر کے نیچے ہی نیچے اپنا سفر طے کر رہی تھی۔ کپتان جا چکا تھا۔ صرف ایک فوجی وہاں کھڑا پہرہ دے رہا تھا۔ ناگ رینگتا ہوا اس طرف چلا جدھر کیبن بنے ہوئے تھے۔ اور روسی سفیر کو لے جایا گیا تھا۔ آبدوز کافی بڑی تھی اور لمبائی کے رخ پر دور تک چلی گئی تھی۔ ناگ وہاں پہنچ گیا جہاں آمنے سامنے چار کیبن بنے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک کیبن میں روشنی ہو رہی تھی اور انسانوں کے باتیں کرنے کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ ناگ دیوار پر سے اتر کر کیبن کے دروازے کے پاس آ گیا۔ یہاں بہت کم روشنی تھی اور کوئی پہرے دار نہیں تھا۔ ناگ کیبن کے دروازے کے نیچے سے ہو کر اندر چلا گیا۔ اور اندر جاتے ہی بڑی تیزی سے گھوم کر ایک کرسی کے نیچے جا کر چھپ گیا۔ مگر اس نے اپنی گردن باہر نکال رکھی تھی تاکہ یہ دیکھ سکے کہ بے گناہ روسی سفیر کے ساتھ کیا سلوک برتا جا رہا ہے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

روسی سفیر اور اس کے بیوی بچوں کے ہاتھ کھول دیئے گئے تھے۔ کپتان اور اس کا ساتھی پاس ہی کرسیوں پر بیٹھے انہیں گھور رہے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں پستول تھے۔ سفیر کی بیوی نے بچوں کو پلنگ پر سلا دیا تھا۔ اور خود اپنے خاوند کے پاس پریشان چہرہ لیے بیٹھی تھی۔ سفیر کے ماتھے پر گھبراہٹ کے مارے پسینہ آ رہا تھا۔ آبدوز کے کپتان نے پستول کی نالی کا رخ سفیر اور اس کی بیوی کی طرف کرتے ہوئے کہا:

"تم یہاں سے فرار نہیں ہو سکتے۔ یہاں سے بھاگ نکلنے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ پھر بھی اگر تم نے کیبن سے نکل کر کسی قسم کی کوئی حرکت کرنے کی کوشش کی تو سب سے پہلے تمہارے دونوں بچوں کو تمہاری آنکھوں کے سامنے گولی مار دی جائے گی۔ اس کے بعد تمہاری ایک آنکھ نکالی جائے گی اور اسی حالت میں روس پہنچایا جائے گا۔"

سفیر نے ماتھے پر آیا ہوا پسینہ پونچھ کر آہستہ سے گھبرائی ہوئی آواز میں کہا:

"مجھے اپنے بچوں کی زندگی اپنی زندگی سے زیادہ عزیز ہے۔ میں فرار ہونے کی کوشش نہیں کروں گا۔"

کپتان مسکرایا:

"شاباش! آدمی تم عقل مند ہو۔ مگر تم نے غداری کی ہے اور غداری کی سزا ہمارے ملک میں کیا ہوتی ہے اس کو تم بڑی اچھی طرح سے جانتے ہو۔"

اتنا کہہ کر کپتان اور اس کا ساتھی کیبن کا دروازہ کھول کر باہر نکل گئے۔ انہوں نے دروازے کو باہر سے تالا لگا دیا۔ روسی سفیر کی بیوی نے اپنا سر تھام لیا اور سسکیاں بھر کر رونے لگی۔

سفیر نے اسے حوصلہ دیتے ہوئے کہا:

"صبر سے کام لو بیگم۔ رونے سے کچھ نہیں ہو گا۔ اب اذیت ناک موت سے ہمیں کوئی نہیں بچا سکتا۔"

سفیر کی بیوی نے سوتے ہوئے بچوں کی طرف دیکھ کر کہا:

"مگر ان کا کیا قصور ہے۔ یہ تو بے گناہ ہیں۔"

سفیر بولا:

"قصور میرا بھی کوئی نہیں۔ میں بھی بے گناہ ہوں۔ میں نے اپنے ملک کے خلاف کوئی سازش نہیں کی۔ جو سکیم فیل ہوئی ہے اس میں میرا کوئی عمل دخل نہیں تھا۔ میں تو سفارت خانے کے کمرے میں بے ہوش پڑا تھا۔ مگر یہ لوگ مانتے ہی نہیں انہیں کون سمجھائے۔"

پھر اس نے آہ بھری اور بیوی کے سر پر ہاتھ رکھ دیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ہماری قسمت میں یہی لکھا تھا بیگم۔ اب ہمت اور حوصلے کے ساتھ جان دو۔"

اس کی بیوی سسکیاں بھرنے لگی۔ اپنے سوئے ہوئے بچوں کو دیکھ کر سفیر کی آنکھوں میں بھی آنسو آ گئے۔

ناگ یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ سب کچھ سن رہا تھا۔ اس کا دل بھر آیا۔ مگر اس نے فیصلہ کر رکھا تھا کہ وہ بے گناہ سفیر اور اس کے خاندان کو اس طرح مرنے نہیں دے گا۔ اور انہیں ان درندوں کے چنگل سے بچا لے گا۔ ناگ نے سوچا کہ ان لوگوں پر اپنا آپ ظاہر کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ اسے اصل کام کرنا چاہیے۔ یعنی خفیہ آبدوز کو اغوا کرنے کی سکیم پر غور کرنا بلکہ عمل کرنا چاہیے۔ یہ سوچ کر ناگ کرسی کے پیچھے سے نکل کر رینگتا ہوا کیبن سے باہر آ گیا۔ راہ داری میں زیادہ روشنی نہیں تھی۔ ہلکا ہلکا اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ ناگ دیوار کے ساتھ ساتھ رینگتا انجن روم کی طرف آ گیا۔ آبدوز کے ملاح اپنا اپنا کام کر رہے تھے۔ کسی کی نظر ناگ پر نہ پڑی۔ یہاں جگہ جگہ کمپیوٹر لگے ہوئے تھے۔ ناگ واپس چل پڑا۔ وہ کپتان کے کیبن کے پاس آ کر رک گیا۔ سوچنے لگا اگر وہ کپتان کو بے ہوش کر کے خود اس کا روپ بدل لے تو خفیہ آبدوز کو اپنی مرضی کے

مطابق کسی جگہ کھڑا کر کے سفیر اور اس کی بیوی بچوں کی جان بچا سکتا ہے۔ یہ ترکیب اسے اچھی لگی۔

وہ دروازے کے نیچے سے کپتان کے کیبن میں داخل ہو گیا۔

کپتان میز پر کہنیاں ٹکائے ٹیبل لیمپ کی روشنی میں رجسٹر پر کچھ لکھ رہا تھا۔ وہ بالکل اکیلا تھا۔ ناگ رینگتا ہوا اس کی کرسی پر چڑھ گیا۔ کپتان بے خبر تھا۔ ناگ نے کپتان کی گردن پر چھلانگ لگا کر ڈس دیا۔ بے ہوش کرنے والے زہر نے ایک سیکنڈ میں کپتان کو بے ہوش کر دیا۔ ناگ جلدی سے انسانی شکل میں آ گیا۔ اس نے کپتان کی وردی اتار کر پہنی۔ اس کے بے ہوش جسم کو گھسیٹ کر الماری کے پیچھے چھپا کر اوپر کمبل ڈال دیئے۔ اور فرش پر آلتی پالتی مار کر بیٹھ گیا۔ اس نے آنکھیں بند کر کے منتر پڑھنے شروع کر دیئے۔ ابھی تک اس کی شکل کپتان کی شکل نہیں بنی تھی۔ وہ اپنی اصلی صورت میں تھا۔ ناگ کپتان کی شکل کو اپنی آنکھوں کے سامنے لا کر منتر پڑھ رہا تھا۔ پہلے کی طرح ایک سفید سانپ نمودار ہوا۔ اس کے منہ سے سفید دھواں نکلا جس نے ناگ کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ جب دھواں ہٹ گیا تو ناگ ہو بہو آبدوز کے کپتان کی شکل اختیار کر چکا تھا اور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سفید مقدس سانپ غائب تھا۔

ناگ نے آئینے میں اپنی شکل دیکھی۔ اس کی شکل آبدوز کے کپتان کی شکل میں تبدیل ہو چکی تھی۔ اس نے محسوس کیا کہ وہ آبدوز کے سارے کل پرزوں سے بھی واقف ہو گیا ہے اور اسے سارے ملاحوں کے نام معلوم ہو گئے ہیں۔ خفیہ آبدوز سمندر کے اندر بڑی تیزی سے سفر کر رہی تھی۔

ناگ نے اسی وقت فون پر انجن روم سے کہا کہ آبدوز کا رخ واپس امریکہ کی طرف موڑ دیا جائے کیوں کہ ایک ضروری فائل وہاں رہ گئی ہے۔ اس کا نائب کپتان اور چیف انجینئر بھاگ کر اس کے کیبن میں آگئے اور پوچھنے لگے کہ یہ خطرناک فیصلہ اس نے کس لیے کیا ہے اور وہ کون سی ایسی فائل ہے جس کے لیے وہ آبدوز کو دوبارا خطرے میں ڈال رہا ہے۔

ناگ نے کہا:

"مجھے ابھی ابھی ماسکو سے اطلاع ملی ہے کہ فائل نمبر زیرو فور سفارت خانے کے تہہ خانے میں رکھی ہے اسے ہر حالت میں اپنے ساتھ لاؤ۔"

چیف انجینئر کہنے لگا:

"مگر سر! آپ نے شاید ریڈیو پر وائس آف امریکہ کی

وہ خبر نہیں سنی۔"

"کون سی خبر؟" ناگ نے پوچھا

نائب کپتان بولا:

"سر! امریکہ کو ہماری آبدوز کا پتہ چل گیا ہے اور امریکی محکمہ دفاع نے ساحل کے ساتھ ساتھ بارودی سرنگوں کا گھنا جال بچھا دیا ہے اور امریکہ کی ایٹمی آبدوزیں اور راڈار ہماری تلاش میں گھوم رہی ہیں۔ اب اگر ہم واپس گئے تو پکڑے جائیں گے۔"

چیف انجینئر نے کہا:

"بہت ممکن ہے کہ امریکی آبدوزیں اور جنگی جہاز تارپیڈو مار کر ہماری آبدوز کو غرق کر دیں۔ یہ ہماری زبردست تباہی ہوگی۔"

ناگ سوچ میں پڑ گیا۔ چیف انجینئر اور نائب کپتان ٹھیک کہہ رہے تھے۔ انہیں جھوٹ بولنے کی ضرورت نہیں تھی کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ سفیر کی جان بچاتے بچاتے اسے موت کے منہ میں لے جائے۔ اس نے سر اٹھا کر کہا:

"تو پھر آبدوز کو سمندر میں کسی جزیرے کے کنارے کھڑی کر دو۔"

نائب کپتان اور چیف انجینئر ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کہ کپتان کس قسم کے آرڈر دے رہا ہے۔

ناگ نے پوچھا:

"تم کیا سوچ رہے ہو؟ میرے سوال کا جواب دو۔"

نائب کپتان نے کہا:

"سر! آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ جس راستے پر ہم جا رہے ہیں وہاں سات سو میل تک کوئی جزیرہ نہیں ہے۔"

ناگ غصے میں بولا:

"مگر میں آبدوز کو کسی قریبی جزیرے پر روکنا چاہتا ہوں مجھے ماسکو سے حکم ملا ہے کہ فائل ساتھ لاؤ۔ میں جزیرے پر ٹھہر کر خود فائل لینے واپس جاؤں گا۔"

چیف انجینئر نے پوچھا:

"مگر آپ کس پر سوار ہو کر جائیں گے؟"

ناگ سٹ پٹا گیا۔ گرج کر بولا:

"بکواس بند کرو اور فوراً کسی قریبی جزیرے پر آبدوز کو کھڑی کرنے کا بندوبست کرو۔"

چیف انجینئر نے سر جھکا کر کہا:

"آئی آئی سر! لیکن نقشے کے حساب سے قریبی جزیرہ یہاں سے دو سو میل جنوب مشرق میں ہے اور وہاں

ہم کل پہنچیں گے۔"

ناگ نے چیخ کر کہا:

"ٹھیک ہے۔ میں آنے والے کل کا انتظار کروں گا۔"

دوسرے روز خفیہ آبدوز بحرالکاہل کے پانیوں میں ایک گمنام چھوٹے سے جزیرے کے قریب آ کر سمندر سے باہر نکلی اور کھڑی ہو گئی۔ ناگ نے اتر کر جزیرے کا جائزہ لیا۔ یہ ایک بے آباد جزیرہ تھا جس میں سوائے پتھروں اور چٹانوں کے اور کچھ نہیں تھا۔ ناگ نے سوچا کہ سفیر کو یہاں اتارنے سے کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ اس کا خیال تھا کہ یہ جزیرہ آباد ہو گا۔ اور ہو سکتا ہے کہ یہاں ہوائی اڈہ بھی ہو اور وہ سفیر کو بچا کر لے جائے۔ اب جو اس نے جزیرے کو بے آباد پایا تو حکم دیا کہ آبدوز آگے روانہ ہو جائے۔

آبدوز ایک بار پھر روس کی طرف روانہ ہو گئی۔

ناگ اس کا یہ راستہ بدلنا چاہتا تھا۔ اس کے پاس خفیہ فائل کا بہانہ پہلے سے موجود ہی تھا۔ اصل میں وہ براہِ راست بغیر کسی وجہ کے روس کے راستے کو بدلنے کا حکم دے کر دوسرے افسروں کو یہ موقع نہیں دینا چاہتا تھا کہ وہ آبدوز پر قبضہ کر کے اسے پکڑ لیں۔ اس میں سفیر اور اس کے بچوں کے ہلاک ہو جانے کا خطرہ تھا۔ وہ بڑی سوچ بوجھ سے کام لے رہا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس نے برج روم میں جا کر نقشہ دیکھا۔ جزائر بھاماز وہاں سے جنوب مشرق کی جانب دو سو میل کے فاصلے پر تھے۔ یہ بڑا سنہری موقع تھا۔ وہ آبدوز کو ان جزیروں میں سے کسی ایک جزیرے پر رکوا کر سفیر اور اس کے خاندان کو وہاں اتار سکتا تھا۔

ناگ نے آبدوز کو جزائر بھاماز کی طرف لے جانے کا حکم دیا۔ چیف انجینئر اور نائب کپتان بڑے تلملائے مگر ناگ کپتان کی شکل و صورت میں تھا۔ اس لیے وہ انکار نہیں کر سکتے تھے۔ نائب کپتان نے اتنا ضرور کہا کہ یہ جزیرے بھی امریکہ کے زیر اثر ہیں اور ان کی آبدوز کو حراست میں لیا جا سکتا ہے۔ مگر ناگ نے اس پر کوئی دھیان نہ دیا۔ آبدوز کا رخ جزائر بھاماز کی طرف موڑ دیا گیا۔

اب ایسا ہوا کہ جس کیبن میں اصلی کپتان کو ناگ نے بے ہوش کر کے الماری کے پیچھے چھپا رکھا تھا ادھر فرش صاف کرنے والے پاؤڈر کے ڈبے بھی رکھے ہوئے تھے۔ صفائی کرنے والا ملاح کیبن کی طرف چلا۔ دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوا اور بتی روشن کر کے پاؤڈر کے ڈبے اٹھا کر ٹرے میں رکھنے لگا۔ اچانک اس کی نگاہ الماری کے پاس فرش پر پڑی۔ وہاں آبدوز کے کپتان کی وردی کا ایک سنہری بٹن پڑا تھا جو ناگ نے جب کپتان کی وردی بدلی تھی تو ٹوٹ کر

گر پڑا تھا۔ ملاح بٹن اٹھانے کے لیے جھکا تو اسے کسی انسان کا ہاتھ نظر آیا جو الماری کے نیچے ایک طرف تھوڑا سا باہر نکلا ہوا تھا۔ ملاح نے جھک کر دیکھا تو وہاں فرش پر آبدوز کا کپتان صرف بنیان اور انڈر ویئر میں بے ہوش پڑا تھا۔

وہ گھبرا کر باہر کو بھاگا کہ دوسروں کو خبر کرے کہ کپتان بے ہوش پڑا ہے۔ وہ نائب کپتان کے کیبن میں آ گیا۔ نائب کپتان کرسی پر بیٹھا میز پر جھکا اپنے کام میں مگن تھا۔ ملاح نے جب اسے بتایا کہ کپتان ساتھ والے کیبن میں بے ہوش پڑا ہے تو نائب کپتان جلدی سے اٹھا اور ملاح کے ساتھ دوسرے کیبن میں آ گیا۔ وہاں اُس نے سچ مچ کپتان کو وردی کے بغیر بے ہوش پڑا دیکھا تو چکرا گیا کہ ابھی ابھی تو وہ آبدوز کے کپتان کو اس کے کیبن میں چھوڑ کر آیا ہے پھر وہ یہاں آ کر بے ہوش کیسے ہو گیا اور اس کی وردی کون اتار کر لے گیا؟

وردی کے خیال سے اچانک اس کا ماتھا ٹھنکا۔

اس نے ملاح کو وہیں ٹھہرنے کو کہا اور خود کپتان یعنی ناگ کے کیبن کی طرف آ گیا۔ اس نے دروازے پر دستک دی۔

ناگ نے اندر سے کہا:

"آ جاؤ۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نائب کپتان اندر داخل ہوا تو دیکھا کہ آبدوز کا کپتان وردی پہنے بیٹھا نقشے پر نشان لگا رہا ہے۔ ہو بہو وہی شکل وصورت وہی قد کاٹھ، وہی گورا رنگ اور بھورے بال ــــ ایک بار پھر نائب کپتان چکر کھا گیا۔ مگر اس نے اپنی پریشانی ناگ پر ظاہر نہ ہونے دی اور یونہی کوئی بات کر کے باہر نکل گیا۔

وہ سیدھا چیف انجینئر کے پاس گیا اور اسے سارا ماجرا سنایا۔ چیف انجینئر نے بھی کیبن میں جا کر بے ہوش اصلی کپتان کا معائنہ کیا اور پھر نائب کپتان سے پوچھا کہ کیا اس نے اپنی آنکھوں سے کپتان کو کیبن میں دیکھا ہے؟

"میں نے ان آنکھوں سے اسے دیکھا ہے۔ وہ وردی میں ہے۔ تم خود جا کر اسے دیکھ لو۔ وہ اپنے کیبن میں بیٹھا ہے۔"

چیف انجینئر پیشانی پر انگلی رگڑتے ہوئے بولا:

"ہمارے ساتھ زبردست دھوکہ کیا جا رہا ہے۔ مگر ہمیں بڑی عقل مندی سے کام لینا ہوگا۔ یہ شخص جو اصلی کپتان کا بھیس بدل کر اور اس کی شکل وصورت اختیار کر کے آبدوز کا کپتان بنا بیٹھا ہے کوئی جادوگر لگتا ہے۔ ہمیں ماسکو سے رابطہ قائم کرنا ہوگا۔"

نائب کپتان نے کہا:

"ہمیں ساری صورت حال ماسکو کو بتا دینی چاہیے یہ جعلی کپتان آبدوز کو دشمن کے پاس لے جا رہا ہے۔"

ملاح پاس ہی کھڑا تھا۔ اس نے کہا:

"کیوں نہ ہم اسے ابھی ہلاک کر دیں؟"

نائب کپتان بولا:

"ہو سکتا ہے اس نے آبدوز میں خفیہ بم لگا رکھے ہوں جو آدمی دوسرے کی شکل وصورت اختیار کر سکتا ہے۔ وہ ضرور زبردست طاقت رکھتا ہے۔"

چیف انجینئر نے پوچھا:

"مگر ہم اس کو اچانک پیچھے سے گولی مار کر ہلاک کر دیں گے۔ وہ کسی قسم کی جوابی کارروائی نہیں کر سکے گا۔"

نائب کپتان نے سر اٹھا کر کہا:

"یہ کام میں کروں گا۔"

یہ فیصلہ کر کے تینوں کیبن سے باہر نکل گئے۔

ادھر یہ سازش ہو رہی تھی ادھر اپنے کیبن میں بیٹھا ناگ یعنی نقلی کپتان اپنی سانپ کی زبردست طاقت کی وجہ سے ان کی ساری باتیں سن رہا تھا۔ ان کی آوازوں کی لہریں ناگ کے جسم سے ٹکرا رہی تھیں اور اسے ان کی باتوں کا سارا مفہوم

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یعنی مطلب سمجھا رہی تھیں۔ ناگ نے جب یہ سنا کہ نائب کپتان اسے ہلاک کرنے آ رہا ہے اور اصلی بے ہوش کپتان کا راز کھل گیا ہے تو وہ سانپ کی شکل بدل کر اپنے کیبن سے بڑی تیزی کے ساتھ نکلا اور اندھیرے میں رینگتا ہوا اس کیبن میں آ گیا جہاں اصلی کپتان بے ہوش پڑا تھا۔ اب وہ کسی قسم کا خطرہ مول لینے کے لیے تیار نہیں تھا۔ اس کی اپنی جان تو محفوظ تھی مگر وہ سفیر اور اس کے خاندان کی ہر حالت میں جان بچانا چاہتا تھا۔

ناگ بے ہوش کپتان کے قریب آ کر کنڈلی مار کر بیٹھ گیا۔ اس نے سانپ کی پھنکارتی ہوئی آوازوں میں کچھ جادو کے خاص منتر پڑھنے شروع کر دیئے۔ اچانک ایک سفید اژدہا کا سر نمودار ہوا۔ اس کی چھ زبانیں تھیں اور بہت بڑا پھن تھا۔ ناگ نے سفید اژدہا کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا:

"اے اژدہوں کے بادشاہ! اس بے ہوش انسان کو اپنی حفاظت میں لے لے اور جب تک میں نہ کہوں اسے اپنی حفاظت میں رکھ۔"

سفید اژدہا نے اپنی چھ زبانیں لہرائیں۔ ناگ کے کانوں میں آواز آئی:

"ایسا ہی ہو گا ناگ دیوتا۔"

پھر سفید اژدہا کا پھن بے ہوش کپتان کے اوپر آ گیا۔ اژدہا کے چھ زبانوں والے منہ سے سبز اور سرخ شعاعیں نکلیں۔ ان شعاعوں نے بے ہوش کپتان کو اپنے گھیرے میں لے لیا۔ جب شعاعیں غائب ہوئیں تو بے ہوش کپتان کی لاش غائب تھی۔ کیبن کا فرش خالی تھا۔

اژدہا نے کہا:

"ناگ دیوتا! یہ انسان مرا نہیں مگر غائب ہے۔ وہ اسی جگہ پر بے ہوش پڑا ہے۔ مگر کسی کو دکھائی نہیں دے گا اور کوئی انسان اسے چھو بھی نہیں سکے گا۔"

ناگ نے مسکرا کر کہا:

"شکریہ اژدہوں کے بادشاہ! اب تم جا سکتے ہو۔"

اژدہا غائب ہو گیا۔ ناگ بڑی تیزی سے رینگتا ہوا کیبن کے کونے میں گیا۔ فوراً کپتان کی انسانی شکل اختیار کی۔ وردی اتار کر صندوق میں رکھی اور صرف بنیان اور انڈرویئر میں اس جگہ آ کر لیٹ گیا جہاں تھوڑی دیر پہلے آبدوز کا اصلی کپتان بے ہوش پڑا تھا اور جسے سفید اژدہا نے اپنی شعاعوں سے غائب کر دیا تھا۔ ناگ نے آنکھیں بند کر لیں۔ وہ ہو بہو اصلی کپتان لگ رہا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اُدھر نائب کپتان پستول جیب میں ڈال کر نقلی کپتان کے کیبن کے باہر آ کر رُک گیا۔ اس نے سانس درست کی اور ایک دم سے دروازہ کھول دیا۔

پستول اس کے ہاتھ میں تھا اور اس کا رخ نقلی کپتان کی کرسی کی جانب تھا۔ مگر یہ کیا؟ کرسی خالی پڑی تھی۔ نقلی کپتان غائب تھا۔ نائب کپتان پریشان ہو کر باہر نکلا۔ اس نے دبے پاؤں چل کر دو تین کیبن دیکھے نقلی کپتان کہیں بھی نہیں تھا۔ وہ برج پر آ گیا۔ وہاں بھی کوئی نہیں تھا۔ وہ بھاگ کر چیف انجنیئر کے پاس گیا اور سارا ماجرا سنایا:

"وہ کہاں جا سکتا ہے؟" چیف انجنیئر نے کہا

نائب کپتان نے پستول جیب میں ڈال کر کہا:

"یہی تو میں سوچ کر حیران ہوں کہ وہ کہاں چلا گیا؟"

چیف انجنیئر نے کہا:

"وہ کوئی زبردست جادوگر ہے۔ ہو سکتا ہے غائب ہو گیا ہو۔"

"پھر اب ہمیں کیا کرنا چاہیے؟"

"میرے خیال میں ہمیں اصلی کپتان کو ہوش میں لانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اس کے بعد جو ہو گا دیکھا جائے گا۔"

چیف انجنیئر کے اس مشورے پر عمل کرتے ہوئے [نا]ئب کپتان نے اسے اپنے ساتھ لیا اور اس کیبن میں [آ] گیا جہاں اصلی کپتان بے ہوش پڑا تھا۔ ان میں سے کسی [کو] معلوم نہیں تھا کہ جسے وہ اصلی کپتان سمجھ رہے ہیں وہ [نا]گ یعنی نقلی کپتان ہی ہے۔ انہوں نے دیکھا کہ اصلی کپتان [اسی] طرح بنیان اور انڈرویئر میں ملبوس الماری کے پیچھے فرش [پ]ر بے ہوش پڑا تھا۔ حالانکہ ناگ ہوش میں تھا اور ذرا ذرا [آ]نکھیں کھول کر اس نے نائب کپتان اور چیف انجنیئر کو اپنی طرف آتے دیکھ لیا تھا۔

دونوں ناگ کو ہوش میں لانے کی کوشش کرنے لگے۔ تھوڑی دیر میں ناگ نے آنکھیں کھول دیں۔

چیف انجنیئر نے کہا:

"خدا کا شکر ہے کیپٹن کہ تم ہوش میں آ گئے۔"

نقلی کپتان یعنی ناگ نے جھوٹ موٹ حیران ہو کر پوچھا:

"میں یہاں کیسے آ گیا؟ میری وردی کون لے گیا ہے۔ یہ سب کیا تماشا ہے؟"

نائب کپتان نے ناگ کو چند لفظوں میں سارا قصہ سنا دیا کہ کس طرح ایک شخص جادو کے زور سے اس کی شکل بنا کر اس کی وردی پہن کر اور اسے بے ہوش کر کے آبدوز کا کپتان

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بن بیٹھا تھا۔ اور آبدوز کو جزائر بھاماز کی طرف لے جا رہا تھا۔ ناگ نے اُٹھتے ہوئے کہا:

"وہ حرامی نقلی کپتان کہاں ہے؟ میں اسے ابھی اپنے ہاتھوں سے گولی مار دوں گا۔"

چیف انجینیئر نے کہا:

"خدا جانے وہ ناہنجار کہاں چلا گیا ہے۔"

ناگ کو بڑا غصہ آیا۔ یہ کم بخت اسے ناہنجار کہہ رہا تھا۔ اس لیے ڈانٹ پلائی:

"بکواس بند کرو۔ میری نئی وردی صندوق میں سے لاؤ۔"

انہوں نے فوراً صندوق میں سے نئی وردی یعنی وہی وردی جو ناگ نے تھوڑی دیر پہلے اتار کر رکھی تھی نکالی اور ناگ کو پہنا دی۔ ناگ پھر سے آبدوز کا کپتان بن کر ان کے ساتھ برج روم میں آ گیا۔

چیف انجینیئر نے کہا:

"سر! ہماری آبدوز کا رخ جزائر بھاماز کی طرف ہے۔ ہمیں اس کا رُخ دوبارہ روس کی طرف موڑ دینا چاہیے۔"

ناگ یہ نہیں چاہتا تھا۔ اس لیے کہا:

"مجھے نقشہ دکھاؤ۔"

وہ نقشے پر جھک گیا اور بولا:

"ہم جزائر بھاماز کے بہت قریب آ چکے ہیں اور امریکی بحریہ کے راڈار کی زد میں ہیں۔ ہم یہاں سے واپس مڑے تو امریکی راڈار ہمیں چیک کر لے گا۔ کیوں کہ ہمیں چکر لگا کر واپس مڑنا پڑے گا۔"

چیف انجینیئر بولا:

"لیکن ہم یہاں رک بھی نہیں سکتے۔"

ناگ نے کہا:

"میں اس سمندر سے خوب واقف ہوں۔ ہم ستر ڈگری کا زاویہ بنا کر بائیں جانب سے ہو کر جزائر بھاماز کے پیچھے ایک ویران مقام پر ابھر کر حالات کا جائزہ لیں گے۔ اگر ہمارے کمپیوٹر نے امریکی راڈار کو چیک کر لیا تو ہم پیچھے ہٹ کر سمندر کی تہہ میں چلے جائیں گے۔ اگر راڈار نے چیک نہ کیا تو وہاں سے دائیں پہلو ہو کر ساحل کے ساتھ ساتھ ہوتے جنوب کی طرف کھلے سمندر میں نکل جائیں گے۔"

ناگ نے چیف انجینیئر اور نائب کپتان کو منوا لیا اور آبدوز وہاں سے ستر ڈگری کا زاویہ بنا کر جزائر بھاماز کے عقب میں جا کر کچھ دیر بعد ایک اجاڑ سے ٹاپو کے قریب سمندر سے باہر نکل آئی۔ شام ہونے والی تھی۔ اور آسمان پر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سیاہ گھٹا چھائی ہوئی تھی۔ ناگ نے برج ہیڈ کی گیلری میں آ کر دور بین سے اجاڑ ٹاپو کا معائنہ کیا۔ پھر کمپیوٹر کو دیکھا امریکی راڈار کے سگنل صاف سنائی دے رہے تھے۔ ناگ کی سکیم کامیاب ہو گئی تھی۔ اس نے نائب کپتان اور چیف انجینئر سے کہا:

"ہم امریکی راڈار کی زد میں ہیں۔ ہمیں یہاں سمندر میں کچھ دیر انتظار کرنا ہو گا۔"

چیف انجینئر بولا:

"مگر کب تک سر؟"

"جب تک کہ سمندر میں تیز ہواؤں کا طوفان نہیں آتا۔ کیوں کہ تیز ہوا کی موجیں امریکی راڈار سے ہماری آبدوز کو بچا لیں گی۔ اس کے سگنل ہمیں چیک نہیں کر سکیں گے۔"

خفیہ آبدوز وہاں رک گئی۔

اب ناگ اپنی دوسری سکیم پر عمل کرنے کے لیے تیار ہو گیا۔ ناگ نے دور بین میں سے ٹاپو کے آخری کنارے پر ایک تکونی چھت دیکھ لی تھی جس کے اوپر راڈار کا انٹینا لگا ہوا تھا۔ وہ سمجھ گیا کہ یہ امریکی بحریہ کے کوسٹ گارڈ کی چوکی ہے۔ وہ کسی نہ کسی طرح روسی سفیر اور اس کے بچوں کو اس

ی تک پہنچانا چاہتا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ کوسٹ گارڈ کے کافی اسلحہ بھی ہوتا ہے اور روسی سفیر وہاں محفوظ جائے گا۔

جب رات ہو گئی اور تیز ہواؤں کے طوفان کا انتظار کرتے تے چیف انجینئر اور نائب کپتان اپنے کیبنوں میں چلے . تو ناگ شب خوابی کے لباس میں اپنے کیبن سے نکلا۔ اس کیبن میں آ گیا جہاں روسی سفیر اور اس کی بیوی قید تھے۔ ان کے ہاتھ کھول دیئے گئے تھے مگر وہ سخت ت زدہ تھے۔ اور ان کے چہرے اترے ہوئے تھے۔ سفیر کی ی تو بچوں کو گود میں سلائے پھٹی پھٹی آنکھوں سے ناگ ک رہی تھی جو اس وقت خفیہ آبدوز کے روسی کپتان کی ی میں تھا۔ سفیر پرانے بستر پر اپنی بیوی کے پاس خاموش تھا۔ اس نے کپتان کی طرف اپنی ویران آنکھیں اٹھا کر دیکھا مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا:

"کیپٹن! ہماری قسمت میں کیا لکھا ہے میں جانتا ہوں۔ ماسکو میں موت ہمارا انتظار کر رہی ہے۔ لیکن یقین کرو اس کے لیے میں تمہیں الزام نہیں دوں گا۔ تم اپنا فرض ادا کر رہے ہو۔ اس میں تمہارا کوئی قصور نہیں ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ نے خاموشی سے لوہے کی خالی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا:

"قصور اصل میں میرا ہی ہے اور میں اپنے اسی قصور کی قیمت ادا کر رہا ہوں۔"

سفیر تعجب سے بولا:

"میں تمہارا مطلب نہیں سمجھا کیپٹن!"

سفیر کی بیوی بھی حیرانی سے ناگ یعنی کپتان کا منہ تکنے لگی۔ ناگ نے کہا:

"آپ لوگ نہیں سمجھ سکیں گے۔ مگر خیر ان باتوں کو چھوڑیں۔ وقت آنے پر آپ کو بتا دوں گا کہ میرا کیا قصور تھا۔ اس وقت آپ مجھے یہ بتائیں کہ کیا آپ امریکہ میں اپنے بال بچوں سمیت سیاسی پناہ لینے پر تیار ہیں؟ میرا مطلب ہے اگر میں آپ کو امریکی حکام کے حوالے کر دوں تو کیا آپ اس پر رضامند ہیں؟"

سفیر بڑا حیران تھا کہ روسی آبدوز کا کپتان جس کے ذمے ان لوگوں کو موت کے منہ میں لے جانے کی ڈیوٹی لگائی گئی ہے، اسے کیا کہہ رہا ہے۔ اس نے کہا:

"مگر کیا ہم روسی ساحل پر نہیں آ گئے؟"

ناگ نے کہا:

"نہیں — اس وقت ہم جزائر بہاماز کے ایک ویران

ساحل پر کھڑے ہیں جو امریکہ کا دوست ملک ہے اور جس کے ساحل پر امریکی فوج کے کوسٹ گارڈ بھی پہرہ دے رہے ہیں۔"

سفیر کی بیوی نے پوچھا:

"لیکن کیپٹن تم ہمیں فرار ہونے کا موقع دے کر اتنا بڑا خطرہ کس لیے مول لے رہے ہو؟ کیا تمہیں واپس روس نہیں جانا؟"

ناگ بولا:

"آپ ان باتوں کو اس وقت بھول جائیں۔ صرف میرے سوال کا جواب دیں۔ اگر میں آپ کو امریکی حکام کے حوالے کر دوں تو کیا آپ امریکہ میں سیاسی پناہ لے کر باقی زندگی گزارنے پر تیار ہیں؟"

سفیر نے جھٹ کہا:

"ہم موت کے منہ میں جا رہے ہیں۔ میں ہر قیمت پر اپنی اور اپنے بیوی بچوں کی زندگی بچانا چاہتا ہوں۔"

ناگ بولا:

"ٹھیک میں آدھے گھنٹے بعد آؤں گا۔ آپ یہاں سے فرار ہونے کے لیے تیار ہو جائیں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اتنا کہہ کر ناگ سفیر اور اس کی بیوی کو حیران مگر خوش چھوڑ کر باہر چلا گیا۔

ناگ کیبن سے باہر نکلا تو ایک سایہ بھاگ کر آبدوز کے پچھلے حصے میں جا کر اندھیرے میں گم ہو گیا۔ کوئی شخص باہر کیبن کے ساتھ لگا ان کی باتیں سن رہا تھا۔ مگر ناگ کو اب کسی کی پروا نہیں تھی۔ اس نے اپنی سکیم پر کھل کر عمل کرنا شروع کر دیا تھا۔ وہ تیز تیز قدموں سے اپنے کیبن میں آیا۔ اس نے میز کی دراز میں سے ریوالور نکال کر اس میں گولیاں بھریں۔ واپس سفیر کے کیبن میں جا کر بھرا ہوا ریوالور سفیر کو دے کر کہا:

"اسے ضرورت کے وقت کام میں لانا ہو گا۔ میں آدھ گھنٹے بعد آ کر آپ لوگوں کو یہاں سے لے جاؤں گا۔"

ناگ دوبارا کیبن سے باہر نکلا تو سامنے راہ داری کی ہلکی روشنی میں نائب کپتان کھڑا تھا۔ اس کی آنکھوں میں خطرناک چمک تھی۔ اس نے اچانک پستول نکال لیا اور ناگ کی طرف اس کا رُخ کر کے کہا:

"کیپٹن! میں سوویت روس کی حکومت کی جانب سے تمہیں گرفتار کرتا ہوں۔ کیوں کہ تم نے حکومت کے خطرناک قیدیوں کو بچانے کی کوشش کی ہے اور تم

غداری کے مرتکب ہوئے ہو۔"

ناگ نے دونوں ہاتھ اوپر اٹھا لیے اور کہا:

"تم مجھے گرفتار کر سکتے ہو۔"

یہ ناگ کی چال تھی۔ نائب کپتان نے سفیر والے کیبن باہر تالا ڈال دیا اور ناگ کو آگے لگا کر چیف انجینئر کے ن میں آ گیا۔ چیف انجینئر بھی وہاں سٹین گن لیے اوٹ میں تھا۔ انھوں نے ناگ کو کرسی پر بٹھا کر رسیوں سے دیا اور ماسکو وائرلیس پر سگنل دیا کہ آبدوز کے کپتان سرکاری قیدیوں کو فرار کرانے کی سازش کی تھی اور ہم نے گرفتار کر لیا ہے۔ ادھر سے سگنل کی شکل میں جواب "تم نے بہت اچھا کیا۔ اس وقت تم آبدوز کے کپتان جتنی جلدی ہو سکے غدار کپتان اور قیدی سفیر کو لے کر ں کی طرف روانہ ہو جاؤ۔"

نائب کپتان اپنے کارنامے پر بڑا خوش تھا۔ اس نے ناگ منہ پر ایک زوردار طمانچہ مارا اور کہا:

"ماسکو پہنچ کر میں تمہیں اپنے ہاتھوں گولی سے اڑاؤں گا۔"

ناگ کا ایک دم سے خون کھول اٹھا۔ یہ بے عزتی اس کبھی برداشت نہیں کی تھی۔ کہ کوئی اس کے منہ پر طمانچہ ے۔ اس کی سکیم کچھ اور تھی مگر نائب کپتان نے جب اس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے منہ پر تھپڑ مارا تو ناگ دیوتا کی غیرت جوش میں آگ
نائب کپتان کو معلوم ہی نہیں تھا کہ اس کے کس شخص
کے منہ پر تھپڑ مار دیا ہے۔ ناگ کی آنکھوں میں خون ا
آیا۔ نائب کپتان اور چیف انجنیئر واپس دروازے کی ط
مڑ رہے تھے کہ ناگ کے منہ سے ایک زوردار پھنکا
آواز نکلی اور وہ ایک انتہائی مہلک اور خطرناک ا
والا سیاہ سانپ بن گیا۔ پھنکار کی آواز پر دونوں نے
مڑ کر دیکھا۔ کرسی خالی پڑی تھی۔ رسیاں نیچے گری ہوئی
اور نائب کپتان نے دیکھا کہ ایک سیاہ سانپ اڑ کر
کے ساتھ اس کی طرف لپکا اور آن کی آن میں اس
گردن سے لپٹ کر اپنا پھن اس کی گال کے ساتھ ل
نائب کپتان کی چیخ نکل گئی۔

چیف انجنیئر نے سٹین گن کا رخ نائب کپتان کے چ
کی طرف کر دیا۔

اس نے چلا کر کہا:

"گولی مت چلانا"

چیف انجنیئر نے گن نیچے کر لی۔ وہ گولی چلاتا تو نائ
کپتان کا چہرہ سانپ کے ساتھ ہی گولیوں سے چھلنی ہو
وہ ڈر کر باہر کو بھاگا۔ ناگ نے منہ کھولا اور نائب کپتا

نچلے ہونٹ پر ڈس کر قاتل زہر اس کے خون میں ڈال دیا۔
یہ زہر کیا تھا۔ ایک دہکتی ہوئی آگ تھی جس نے نائب کپتان
کے سارے بدن میں آگ لگا دی۔ ناگ اس کے جسم سے
الگ ہو کر زمین پر گرا اور فوراً اپنی اصلی ناگ والی شکل
میں آ گیا۔ اب وہ کپتان کی شکل میں نہیں بلکہ اپنی اصلی
ناگ والی شکل میں تھا۔ تھپڑ کی وجہ سے ابھی تک اس کی
آنکھوں سے چنگاریاں پھوٹ رہی تھیں۔ نائب کپتان سانپ
کو انسانی شکل میں آتے دیکھ کر اور زیادہ دہشت زدہ
ہو گیا۔ مگر اس کے بدن میں آگ لگی تھی اور خون گرم ہو کر
کھولنے لگا تھا۔ دیکھتے دیکھتے وہ جھلس کر سیاہ کوئلے کی
طرح ہو گیا۔

ناگ اب چیف انجنیئر کی طرف بھاگا۔ جونہی کیبن سے
باہر نکلا تو کیا دیکھتا ہے کہ چیف انجنیئر اور آبدوز کے سارے
ملاح سپاہی ہاتھوں میں مشین گنیں لیے ادھر آ رہے ہیں۔ ناگ
جلدی سے کیبن میں واپس آ گیا۔ گہرا سانس بھرا اور سانپ کی
شکل بدل کر رینگتا ہوا باہر نکل کر اندھیرے میں ایک طرف ہٹ کر دیوار
سے چپک گیا۔ چیف انجنیئر اور ملاح مشین گنیں لیے کیبن میں آ گئے۔
وہاں نائب کپتان کی جلی ہوئی کوئلے ایسی لاش دیکھ کر دم بخود رہ
گئے۔ چیف انجنیئر نے چلا کر کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"سانپ کو مار ڈالو۔ وہ یہیں کہیں ہوگا۔"

ناگ کو اب یہ فکر تھی کہ کہیں یہ لوگ اس افراتفری میں گھبرا کر سفیر اور اس کی بیوی بچوں کو ہلاک نہ کر دیں۔ اب اس نے ایک چال چلی۔ وہ سانپ ہی کی شکل میں ان لوگوں کے سامنے آگیا۔ دیکھا جائے تو ایک بے گناہ میاں بیوی اور اس کے دو معصوم بچوں کی جان بچانے کے لیے بہت بڑا خطرہ مول لے لیا تھا۔ محض اس لیے کہ ناگ کے ضمیر میں یہ بات چبھ رہی تھی کہ یہ خاندان اس کی وجہ سے موت کے منہ میں جا رہا ہے اور وہ اپنی جان پر کھیل کر بھی ان کی زندگیاں بچانا چاہتا تھا۔ اس کے سامنے آبدوز کے ملاح مشین گنیں تھامے اس کی جان لینے کو تیار کھڑے تھے۔ مگر وہ سامنے آگیا۔ اس پر تڑاتڑ فائر کھول دیا گیا۔ ناگ تڑپ کر اچھلا اور مشین روم کی طرف بھاگا۔ ملاح گولیاں برساتے اس کے پیچھے لپکے۔ ناگ یہی چاہتا تھا۔ وہ انہیں اپنے پیچھے لگانا چاہتا تھا۔ ناگ مشین روم میں داخل ہوگیا۔

یہ مشین روم ایک کیپسول یعنی بوتل کی طرح بنا ہوا تھا۔ اس کے منہ پر فولاد کا گول دروازہ تھا جسے اگر باہر سے بند کر کے کھٹکا لگا دیا جائے تو اندر سے اس کا کھولنا محال تھا۔ ملاح بھی ناگ کے پیچھے پیچھے مشین روم میں آگئے۔ وہ گولیاں

برسا رہے تھے اور ہر حالت میں سانپ کو ہلاک کر دینا چاہتے تھے۔ مگر ناگ اندر داخل ہوتے ہی مشین روم کے فولادی دروازے کی اوٹ میں چھپ گیا تھا۔ جب سارے ملاح مشین روم میں آکر سانپ کو ادھر ادھر تلاش کرنے لگے تو ناگ پھرتی سے باہر آگیا۔

باہر آتے ہی اس نے اپنی اصلی انسانی شکل اختیار کی اور ایک سیکنڈ میں مشین روم کا گول فولادی دروازہ زور سے بند کر کے کھٹکا لگا دیا۔ سارے کے سارے ملاح آبدوز کے اس بوتل نما مشین روم میں بند ہو گئے۔ ناگ لپک کر سفیر کے کیبن میں آگیا۔ سفیر اور اس کی بیوی گولیوں کی آوازوں سے سہمے ہوئے بیٹھے تھے۔ ان کے بچے بھی سہم کر ماں باپ کے ساتھ لگے تھے۔ سفیر نے ایک اجنبی شکل والے نوجوان یعنی ناگ کو اندر آتے دیکھا تو جیب سے اس کا دیا ہوا ریوالور نکال لیا۔

ناگ نے ہاتھ اٹھا کر کہا:

"ریوالور جیب میں رکھیں اور میرے ساتھ آئیں۔ میں آپ کو یہاں سے نکالنے آیا ہوں۔"

سفیر نے کہا:

"مگر تم کون ہو؟ کیپٹن کہاں ہے؟ ہم تمہارے ساتھ نہیں جائیں گے؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ نے کہا:

"فضول باتوں میں وقت ضائع نہ کریں۔ اگر اس وقت آپ لوگ میرے ساتھ نہ گئے تو پھر آپ کو دنیا کی کوئی طاقت موت کے منہ سے نہ بچا سکے گی۔"

کیوں کہ ناگ کو معلوم تھا کہ چیف انجینئر نے مشین روم سے ماسکو وائرلیس کر دیا ہو گا کہ آبدوز پر دشمن نے قبضہ کر لیا ہے اور ماسکو نے قریبی دوست ملک کیوبا کو خبر کر دی ہو گی اور کیوبا کے جیٹ لڑاکا طیارے اور جنگی آبدوز تھوڑی دیر میں وہاں پہنچنے والے ہوں گے۔ سفیر نے اپنی بیوی کی طرف دیکھا۔ اس کی بیوی نے سر ہلا کر ہاں کر دی۔ ناگ سفیر اور اس کے خاندان کو لے کر رات کے اندھیرے میں آبدوز سے باہر نکل آیا۔

○

آبدوز کی تباہی

ناگ نے ربڑ کی کشتی سمندر میں پھینکی۔ اس سے پہلے ناگ نے آبدوز کے اندر ہی سے ایک ٹائم بم لے کر اسے تارپیڈو یعنی بموں کے کمرے کے باہر لگا کر اسے [illegible] دیا تھا۔ اس بم کو آدھ گھنٹے بعد پھٹ کر آبدوز کو تباہ کر دینا تھا۔ ربڑ کی کشتی پانی میں ڈال کر وہ سب اس میں سوار ہو گئے اور اندھیرے میں یہ گول کشتی سمندری لہروں پر ساحل کی طرف چل پڑی۔ دس منٹ بعد وہ جزیرے کے ساحل پر جا کر اتر گئے۔ یہاں سے کوسٹ گارڈ کی چوکی ایک میل کے فاصلے پر تھی۔

ناگ نے سفیر سے کہا:

"ہمارے پاس صرف بیس منٹ ہیں۔ ہمیں جتنی جلدی ہو سکے چوکی تک پہنچنا ہو گا۔ ہو سکتا ہے کیوبا کی آبدوز یا لڑاکا جیٹ یہاں راکٹ برسانا شروع کر دیں۔ اس کے علاوہ کیوبا کے گوریلے بھی ان جزیروں میں موجود ہیں۔ وہ بھی وائرلیس پر اطلاع پا کر ہم پر حملہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کر سکتے ہیں۔"

ابھی کوسٹ گارڈ کی چوکی دو فرلانگ کے فاصلے پر تھی کہ سمندر میں ایک زور دار دھماکہ ہوا۔ ٹائم بم پھٹ گیا تھا۔ اس کے بعد دھماکوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ یہ آبدوز کے تارپیڈو پھٹ رہے تھے۔ سمندر کی جانب آسمان آگ کے شعلوں سے روشن ہو گیا۔ چوکی کی طرف سرچ لائٹ روشن ہوئی اور سمندر میں جہاں دھماکے ہوئے تھے۔ نصف دائرے میں چکر لگانے لگی۔

ناگ اور سفیر کا خاندان تیزی سے چوکی کی طرف بھاگ رہا تھا۔ چوکی کے قریب امریکی سپاہیوں نے انہیں روکا اور پکڑ کر چوکی میں لے گئے۔ یہاں پہنچ کر روسی سفیر نے اپنا آپ ظاہر کر کے ساری داستان بیان کر دی اور امریکہ میں سیاسی پناہ حاصل کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ امریکی چوکی کے کمانڈر نے واشنگٹن میں فون کر کے وزارت داخلہ سے روسی سفیر کو واپس واشنگٹن بھیجنے کی اجازت لی اور سفیر اور اس کی بیوی سے کہا کہ انہیں صبح ایک خاص ہیلی کاپٹر میں واشنگٹن روانہ کر دیا جائے گا۔ اگلے دن سفیر اور اس کی بیوی بچے واشنگٹن روانہ ہو گئے۔ ناگ نے انہیں گرم جوشی سے رخصت کیا۔ دو روز وہاں ٹھہرنے کے بعد ناگ بھی ایک بحری جہاز میں سوار ہو کر واشنگٹن روانہ ہو گیا۔ کیونکہ اسے واپس ماریا اور عنبر کی تلاش میں جانا تھا۔ اسے اتنا پتہ چل

گیا تھا کہ وہ تاریخ میں ایک حادثے کی وجہ سے آگے اور عنبر ماریا تاریخ میں پیچھے نکل گئے ہیں۔ وہ بھی عنبر اور ماریا کے ساتھ مل جانے کے لیے واشنگٹن کے خلائی عجائب گھر میں لگی۔ اس مشین سے مدد حاصل کرنا چاہتا تھا جس میں ستاروں کی گردش ظاہر کرنے والا گول چکر لگا تھا۔

بحری جہاز نے دو روز کے سمندری سفر کے بعد ناگ کو بالٹی مور کی بندرگاہ پر پہنچا دیا۔ یہاں سے ریل گاڑی میں سوار ہو کر ناگ واشنگٹن کے یونین ریلوے سٹیشن پر آ کر اتر گیا۔ اس وقت رات کے دس بج رہے تھے۔ واشنگٹن روشنیوں سے جگ مگ کر رہا تھا۔ ناگ کے پاس صرف چھ ڈالر تھے۔ اسے ڈالروں کی ضرورت بھی نہیں تھی۔ وہ کسی بھی باغ یا پارک میں رات بسر کر سکتا تھا۔ صرف ایک مشکل تھی کہ سردی بہت شدید ہو گئی تھی۔ اور ناگ کسی جگہ گرم ہو کر رات بسر کرنا چاہتا تھا۔ اس کے لیے بہترین جگہ کسی ہوٹل کا کمرہ ہی ہو سکتا تھا۔ مگر واشنگٹن میں سستے سے سستے ہوٹل کے کمرے کا رات بھر کا کرایہ پچاس ساٹھ ڈالر سے کم نہیں ہوتا۔

ناگ شہر میں چڑیا گھر والے علاقے میں آ گیا۔ یہاں ایک اونچی عمارت والا ہوٹل تھا جس کے کتنے ہی کمرے تھے۔ ناگ نے سوچا کہ یہاں جو کمرہ خالی ہو گا وہاں پڑ کر سو رہوں گا اور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

صبح اٹھ کر خلائی عجائب گھر یعنی سپیس میوزم کی طرف روانہ ہو جاؤں گا۔ ناگ ہوٹل کی لابی میں آ گیا۔ اس نے کمروں کا چارٹ دیکھا جو دیوار کے ساتھ لگا تھا۔ اس میں یہ لکھا تھا کہ کون سے نمبر میں کون صاحب ٹھہرے ہوئے ہیں اور کون سے نمبر کا کمرہ خالی پڑا ہے۔ اس نے فیصلہ کیا کہ اسی کمرے میں رات بسر کی جائے وہ لفٹ میں سوار ہو کر گیارھویں منزل پر آ گیا۔ کاریڈار میں دیوار پر تیر کا نشان لگا کر لکھا تھا کہ گیارہ سو ایک سے لے کر گیارہ سو پچاس نمبر تک کے کمرے اس جانب ہیں۔ ناگ کمرہ نمبر گیارہ سو تین کے پاس آ کر رک گیا۔ کمرہ بند تھا۔ دروازے پر تالا لگا تھا۔ ناگ کو دروازہ کھولنے کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ اس نے دائیں بائیں دیکھ کر تسلی کی کہ وہاں کوئی نہیں ہے اور پھر چھوٹے سے باریک سانپ کی شکل میں بدل کر دروازے کے نیچے سے کمرے میں داخل ہو گیا۔ کمرے میں بتی بند تھی۔ اندھیرا تھا مگر جو کھڑکی سڑک کی جانب کھلتی تھی اس میں سے باہر کی عمارتوں کی ہلکی ہلکی روشنی آ رہی تھی۔

ناگ دوبارہ انسان کی شکل میں آ گیا۔ کمرہ بڑی خوب صورتی سے سجا ہوا تھا۔ کمرے کی فضا گرم تھی اور پلنگ پر سفید چادر لحاف اور سرہانے لگے تھے۔ ناگ نے کھڑکی کا بھاری پردہ گرا دیا۔ اس پردے کے گرنے سے جو تھوڑی سی باہر کی روشنی اندر آ رہی تھی بھی بند ہو گئی۔ کمرے میں اندھیرا چھا گیا۔ ناگ پلنگ پر لیٹ گیا اور پتلا لحاف اوپر کر کے سونے کی کوشش کرنے لگا۔ اس کی آنکھیں کھلی تھیں اور وہ عنبر اور ماریا کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ وہ کہاں اور کس زمانے میں اور کس ملک میں ہوں گے۔ اسے دونوں کی یاد بڑی طرح ستا رہی تھی اور وہ جلد سے جلد ان کے پاس پہنچ جانا چاہتا تھا۔ مگر یہ بات اس کے بس میں نہیں تھی۔

اسے لیٹے ابھی چھ سات منٹ ہی ہوئے تھے کہ اس نے محسوس کیا کہ اندھیرے کمرے میں بند دروازے پر ہلکی ہلکی روشنی سی ابھر رہی ہے۔ پہلے تو اس نے کوئی خیال نہ کیا مگر جب یہ روشنی پھیلتی گئی اور پھر ایک انسانی ہیولے کی شکل اختیار کر گئی تو وہ پلنگ پر اٹھ کر بیٹھ گیا اور اس روشنی کے انسانی ہیولے کو غور سے دیکھنے لگا۔ یہ ایک لڑکی کا ہیولا تھا جس کے بال کھلے تھے، گلے میں پھانسی کا پھندا پڑا ہوا تھا۔ گردن ایک طرف کو جھکی ہوئی تھی اور اس کے منہ سے ہلکی ہلکی کراہنے کی آوازیں نکل رہی تھیں۔ ناگ بڑی حیرانی سے اس لڑکی کو دیکھنے لگا جو کوئی روح معلوم ہو رہی تھی۔ اس کی وجہ سے کمرے میں دھیمی روشنی پھیل گئی تھی۔ لڑکی کی مصیبت زدہ روح آہستہ آہستہ چل کر ناگ کے پلنگ کے قریب پائنتی کی جانب

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آ کر کھڑی ہو گئی۔ پھر اس نے آہستہ آہستہ گردن گھمائی اور اس کے چہرے کا رُخ ناگ کی طرف ہو گیا۔ پھانسی کا پھندا لڑکی کی گردن میں تھا اور رسّہ اوپر جا کر غائب ہو گیا تھا۔ ناگ نے دیکھا کہ روح کی آنکھوں میں سے آنسو بہہ رہے تھے اور وہ آنسو بھری آنکھوں سے ناگ کو بڑی حسرت سے تک رہی تھی۔

ناگ نے آہستہ سے پوچھا:

"تم کون ہو؟"

لڑکی کی روح کے ہونٹوں سے آتی کراہنے کی آواز رُک گئی۔ روح نے ناگ کو ٹکٹکی باندھ کر ایک پل کے لیے دیکھا اور پھر ناگ کو ایک لڑکی کی مدھم سی آواز سنائی دی:

"اس کمرے میں جو کوئی آیا میں نے اس سے بات کرنے کی کوشش کی مگر وہ ڈر کر یا بے ہوش ہو گیا یا بھاگ گیا۔ ایک مدت سے یہ کمرہ بند پڑا ہے۔ یہاں کوئی نہیں آتا۔ آج تمہیں یہاں دیکھا تو میں آ گئی۔ مجھے یقین تھا تم بھی ڈر کر بھاگ جاؤ گے یا بے ہوش ہو جاؤ گے۔ مگر ایسا نہیں ہوا۔ اس سے مجھے حوصلہ ہوا ہے۔"

ناگ نے پھر وہی سوال کیا:

"مگر تم کون ہو؟ اور تمہاری گردن میں یہ پھانسی کا پھندا کس نے ڈالا ہے؟"

لڑکی کی روح نے کہا:

"میرا نام یورشیا ہے۔ جس جگہ آج یہ ہوٹل بنا ہوا ہے یہاں آج سے چھ سو برس پہلے کافروں کا ایک بت خانہ تھا۔ یہاں بتوں کی پوجا ہوتی تھی۔ میرا باپ اس بت خانے کا پجاری تھا۔ اس جگہ کافر قوم کا ایک بہت بڑا شہر آباد تھا۔ اس شہر پر میرا پجاری باپ حکومت کرتا تھا۔ میں اس کی اکلوتی بیٹی تھی اور اپنے باپ کے ساتھ بتوں کی پوجا کیا کرتی تھی۔ ہم بتوں کو خدا سمجھتے تھے۔ ایک دن ایسا ہوا کہ شہر میں ایک بزرگ درویش داخل ہوا۔ وہ مسلمان تھا اور ملک عرب سے وہاں دین اسلام کی تبلیغ کرنے آیا تھا۔ میرے باپ کو خطرہ محسوس ہوا کہ اگر لوگوں نے اسلام قبول کر لیا تو بت خانہ اجڑ جائے گا اور اس کی بادشاہت ختم ہو جائے گی میرے باپ نے اس بزرگ کو قتل کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ ایک روز اس نے اس بزرگ کو بت خانے میں یہ کہہ کر بلایا کہ اگر وہ میرے باپ کو قائل کر دے تو وہ اسلام قبول کر لے گا۔ یہ اس کی سازش تھی۔ مسلمان بزرگ آ گیا۔ اس کا چہرہ بڑا نورانی تھا اور وہ سفید پاکیزہ لباس پہنے ہوئے تھا۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میرے باپ نے اس بزرگ کو ہلاک کرنے کے لیے مجھے استعمال کیا:

"مجھے شربت کا ایک پیالہ دیا اور کہا کہ جب میں اشارہ کروں تو وہ شربت کا پیالہ بزرگ کو پیش کر دینا۔ یاد رکھو اس میں ایسا زبردست زہر ملا ہوا ہے کہ آدمی پیتے ہی فوراً ہلاک ہو جاتا ہے۔ میں خود اس مسلمان بزرگ کو ہلاک کر دینا چاہتا تھا کیونکہ وہ ہمارے بتوں کے خلاف تھا اور کہتا تھا کہ اسے توڑ ڈالو اور ایک خدا کی عبادت کرو۔"

لڑکی کی روح خاموش ہو گئی۔ اس کے منہ سے ہلکی آہ نکلی میں نے پوچھا:

"پھر کیا ہوا؟"

روح نے ایک ٹھنڈا سانس بھر کر کہا:

"پھر میرے باپ نے شربت لانے کا اشارہ کیا۔ میں زہر ملا شربت کا پیالہ لے آئی اور مسلمان بزرگ کو پیش کیا۔ مسلمان بزرگ نے میری طرف شفقت بھری نظروں سے دیکھ کر کہا۔ بیٹی اس شربت میں زہر تو نہیں ملایا گیا؟ میں نے کہا۔ نہیں۔ بزرگ نے کہا۔ میں تمہاری بات پر اعتبار کرتا ہوں۔ اور یہ کہہ کر شربت پی لیا۔ شربت کے پیتے ہی زہر نے اثر کر دیا اور مسلمان بزرگ وفات پا گئے۔ میرے پجاری باپ نے مجھے شاباش دی اور مسلمان بزرگ کی لاش کو ٹھکانے لگانے کے لیے چھری سے اس کے ٹکڑے کرنے کا ارادہ کیا اور چھری نکال کر مسلمان بزرگ کی لاش کی طرف بڑھا۔ اچانک لاش میں سے روشنی کی شعاعیں پھوٹیں ایک شعاع میرے باپ کے جسم پر پڑی اور وہ جل کر کوئلہ ہو گیا۔ میں ڈر کر پیچھے ہٹی تو مسلمان بزرگ کی آواز سنائی دی۔ تم کسی دوسری طرح سے ہلاک کی جاؤ گی۔ تمہیں اپنے گناہ کی سزا ملے گی اور پھر مسلمان بزرگ کی لاش غائب ہو گئی۔ اس رات شہر میں زبردست آندھی چلی۔ درخت جڑوں سے اکھڑ گئے۔ مکان گر پڑے۔ شہر برباد ہو گیا۔ بت خانے کے سارے بت ایک ایک کر کے گر کر پاش پاش ہو گئے۔ میں بڑی مشکل سے جان بچا کر بت خانے کے تہ خانے کی طرف بھاگی۔ تہ خانے میں اندھیرا تھا۔ تہ خانے میں ایک چبوترا تھا۔ جس پر ایک بت بنا ہوا تھا۔ اچانک اس بت نے مجھے اپنے پتھر کے بازوؤں میں جکڑ لیا۔ میری چیخ نکل گئی۔ پھر جیسے کسی نے میرے گلے میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پھانسی کا رسہ ڈال کر مجھے چھوڑ دیا۔ میں ایک کنوئیں میں گر پڑی۔ مجھے ایک زبردست جھٹکا لگا اور میری گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ میری گردن ایک طرف ڈھلک گئی جیسی کہ اس وقت تم دیکھ رہے ہو اور میں مر گئی۔ مگر میں مری نہیں تھی۔ میری روح زندہ تھی۔ وہ میرے جسم سے الگ ہو گئی۔ میری روح کی گردن میں اسی طرح پھندا پڑا تھا اور درد سے میں کراہ رہی تھی۔ میری روح ایک عذاب میں گرفتار ہو گئی۔ میں چھ سو برس سے بھٹک رہی ہوں۔ میری گردن پھانسی کے پھندے میں پھنسی ہوئی ہے۔ میں نے ایک نیک دل مسلمان بزرگ کو زہر دے کر ہلاک کر دیا تھا۔ مجھے میرے گناہ کی سزا ملی ہے۔ درد سے میرا برا حال ہو رہا ہے۔ مگر کوئی میری فریاد نہیں سنتا۔ میں چھ سو سال سے ہر رات اس کمرے میں آتی ہوں۔ کیوں کہ اسی جگہ مجھے پھانسی دی گئی تھی۔ میں چاہتی ہوں کوئی میری فریاد سنے اور مجھے اس عذاب سے نجات دلائے مگر آج تک کسی نے میری فریاد نہیں سنی۔ لوگ مجھے دیکھ کر بے ہوش ہو جاتے یا بھاگ جاتے رہے ہیں۔ تم پہلے آدمی ہو جس نے میری درد بھری داستان سنی ہے۔"

ناگ خاموشی سے اس عذاب میں گرفتار روح کی کہانی سنتا رہا جب لڑکی کی روح خاموش ہو گئی تو اس نے کہا۔

"میں تمہاری کیا مدد کر سکتا ہوں۔ میں تمہیں اس عذاب سے کیسے نجات دلا سکتا ہوں؟"

لڑکی کی روح نے درد سے کراہتے ہوئے کہا:

"مجھے یقین ہے کہ جس بزرگ کو زہر دے کر ہلاک کرنے کی پاداش میں خدا نے مجھے یہ سزا دی ہے وہ زندہ ہے۔ اگر کسی طرح تم اس کا کھوج لگا کر اس کے پاس جاؤ اور وہ اپنی زبان سے کہہ دے کہ میں نے پوریشیا کو معاف کر دیا ہے تو میری روح کو اس عذاب سے نجات مل جائے گی۔"

ناگ نے کہا:

"وہ مسلمان بزرگ مجھے کہاں ملیں گے؟"

لڑکی کی روح نے کہا:

"کاش یہ مجھے معلوم ہوتا۔ میں نے اس کے بعد سے اس بزرگ کی صورت نہیں دیکھی۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ وہ امریکہ میں ہی کسی جگہ پر موجود ہوں گے اور اگر یہاں نہ ہوئے تو پھر جہاں کہیں بھی وہ ہوں تم ان کا کھوج لگانا اور میرے گناہ کی ان سے میری طرف

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے معافی مانگنا۔ میں تمہیں قیامت تک دعائیں دیتی رہوں گی۔ کیا تم ایک عذاب میں گرفتار لڑکی کی روح کے لیے یہ کام کرو گے؟"

ناگ نے کہا:

"اگر ایسا کرنے سے تمہیں عذاب سے نجات مل جائے گی تو میں تمہارے لیے اس مسلمان بزرگ کو تلاش کروں گا اور تمہاری معافی ان تک پہنچاؤں گا۔ میں وعدہ کرتا ہوں۔"

لڑکی کی روح نے پھانسی کے پھندے کی وجہ سے درد سے کراہتے ہوئے سکھ کا گہرا سانس لیا اور ناگ کی طرف شکریے کی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا:

"چھ سو برس کے عذاب میں آج پہلی بار میں نے سکون کا ایک لمحہ محسوس کیا ہے۔"

ناگ نے پوچھا:

"اس مسلمان بزرگ کی تلاش میں اگر مجھے امریکہ سے باہر کسی دوسرے ملک میں جانا پڑا تو پھر تم سے کیسے ملاقات ہو گی؟"

لڑکی کی روح بولی:

"تم مجھے جہاں یاد کرو گے میں وہاں پہنچ جاؤں گی۔"

ناگ نے سوال کیا:

"کیا تم بتا سکتی ہو کہ وہ بزرگ پہلے پہل آج سے چھ سو برس پہلے امریکہ میں کس جگہ اُترے تھے؟"

روح نے کہا:

"میرے پجاری باپ نے مجھے بتایا تھا کہ وہ بزرگ سمندر کنارے ایک گھنے جنگل میں پہلے پہل نمودار ہوئے تھے۔ وہاں وہ ایک درخت کے نیچے جھونپڑی میں دو سال خدا کی عبادت کرتے رہے تھے۔ یہ درخت مغرب میں سمندر کنارے کسی جنگل میں ہے۔"

ناگ نے کہا:

"اب ایک آخری سوال —— کیا تم مجھے اس بزرگ کا نام بتا سکتی ہو؟"

لڑکی کی روح بولی:

"ان کا نام مجھے یاد نہیں۔ مگر لوگ انہیں یاقوت یمانی کہہ کر پکارا کرتے تھے۔"

اتنا کہہ کر لڑکی کی روح نے ایک بار پھر ناگ کا شکریہ ادا کیا۔ اس کی گردن پھانسی کے پھندے میں جکڑی ایک طرف کو ڈھلکی ہوئی تھی۔ اس کے چہرے پر درد کے اثرات تھے مگر ایک سکون بھی تھا کہ شاید اب اس کا عذاب ختم ہو جائے گا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وہ آہستہ آہستہ پیچھے ہٹتی دروازے کی طرف گئی اور ناگ کی طرف دیکھتی ہوئی غائب ہو گئی۔

کمرے میں پھر سے اندھیرا چھا گیا۔

ناگ نے اٹھ کر کھڑکی کے آگے گرا ہوا بھاری پردہ ہٹا دیا۔ واشنگٹن کی عمارتوں کی روشنی کمرے میں آنے لگی۔ ناگ بستر پر لیٹ کر سوچنے لگا کہ اس لڑکی کی عذاب میں گرفتار روح کی نجات کے لیے اسے مسلمان بزرگ یاقوت یمانی کو کہاں تلاش کرنا چاہیے امریکہ کے مغرب میں سمندر کے کنارے کتنے ہی گھنے جنگل تھے۔ وہ کس جنگل میں جا کر آج سے چھ سو برس پہلے غائب ہو چکے بزرگ کا کھوج لگائے۔ لیکن ناگ کو دل میں پورا یقین تھا کہ وہ ایک نہ ایک دن ان مسلمان بزرگ کو ضرور تلاش کر لے گا۔ اور ان سے عذاب میں گرفتار ان کی قاتل روح کی معافی مانگ کر اسے نجات دلائے گا۔ باقی ساری رات ناگ نے یہی سوچتے سوچتے جاگ کر گذار دی۔ جب صبح کی روشنی آسمان پر پھیلی اور وہ سانپ بن کر باہر نکلنے لگا تو اچانک اسے آبدوز کے کپتان کا خیال آ گیا۔ جس کو اس نے سفید اژدہا کی مدد سے غائب کروا دیا تھا۔ ناگ کمرے کے پلنگ پر آلتی پالتی مار کر بیٹھ گیا اور منتر پڑھ کر پھونک ماری۔ فضا میں سفید اژدہے کا سر نمودار ہوا۔ اس نے اپنی زبان میں اژدہے سے پوچھا کہ آبدوز کا

کپتان جس کو اس نے اپنی شعاعوں سے غائب کیا تھا کہاں ہے؟ سفید اژدہے نے جواب دیا کہ وہ فضاؤں میں غائب ہے۔ ناگ نے سفید اژدہے کو حکم دیا کہ آبدوز کے کپتان کو اس کے ملک روس اس کے بال بچوں کے درمیان پہنچا دے۔

اژدہے نے اپنا پھن جھکا کر کہا:

"جو حکم ناگ دیوتا!"

اور غائب ہو گیا۔

ناگ تھوڑی دیر بعد سانپ بن کر کمرے سے باہر نکل آیا۔ ہوٹل کے کاریڈار میں کوئی نہیں تھا۔ اس نے انسانی شکل بدلی اور لفٹ میں سوار ہو کر گیارہویں منزل سے نیچے پہلی منزل پر ہوٹل کی لابی میں آ گیا۔ امریکی مرد اور عورتیں گرم لباس پہنے خوشبوئیں اڑاتے ادھر اُدھر چل پھر رہے تھے۔ کچھ لوگ شیشے کی دیوار کے پیچھے ہال میں بیٹھے ناشتہ کر رہے تھے۔ ناگ کوئی اگلا قدم اٹھانے سے پہلے وہاں آرام سے بیٹھ کر غور کرنا چاہتا تھا کہ وہ مسلمان بزرگ یاقوت یمانی کی تلاش میں کس علاقے کی جانب روانہ ہو۔ ظاہر ہے انہیں فوت ہوئے چھ سو برس کا عرصہ گذر چکا تھا اور اب اگر ملاقات ہوئی تو اس بزرگ کی روح سے ہی ملاقات ہوگی۔ ناگ لابی میں کونے والے ایک صوفے پر بیٹھ گیا اور غور کرنے لگا۔ اس کا ذہن تیزی سے سوچ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

رہا تھا کہ شمال مغرب کی طرف باسٹن اور نیو یارک کے شہر تھے۔ اور اوپر جا کر کینیڈا کے جنگل شروع ہو جاتے تھے اور پھر آگے قطب شمالی کا برفانی علاقہ آ جاتا تھا۔ سمندر وہاں بھی تھا مگر برف بن کر جما ہوا تھا۔ ناگ کسی ایسے اشارے کا انتظار کر رہا تھا جو اسے کہے کہ فلاں علاقے کی طرف چل پڑو اور وہ ادھر کو چل پڑے۔ یہ اشارہ اس کے ذہن نے دینا تھا۔

پیارے بچو! یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ ناگ اصل میں سانپ تھا اور ایک ہزار سال تک زندہ رہنے کی وجہ سے اس میں اتنی طاقت پیدا ہو گئی تھی کہ وہ جو شکل چاہے اختیار کر سکتا تھا۔ اس نے اپنے لیے انسانی شکل پسند کی تھی اور اسی شکل میں چلتا پھرتا تھا۔ مگر انسان کی طرح آنکھیں نہیں جھپکتا تھا۔ کتنی کتنی دیر تک اس کی آنکھیں بغیر پلک جھپکے کھلی رہتی تھیں اور ان میں ایک مقناطیسی طاقت بھی تھی۔ اب چونکہ اسے انسانوں میں چلتے پھرتے سینکڑوں بلکہ ہزاروں برس گزر چکے تھے اس لیے وہ کبھی کبھی پلکیں جھپک لیتا تھا تا کہ لوگوں کو شک نہ ہو۔

ناگ واشنگٹن کے اس ہوٹل کی لابی میں صوفے پر بیٹھا اپنے خیالات میں گم تھا کہ اس نے محسوس کیا کہ کاؤنٹر کے پاس کھڑی ایک سرخ و سفید خوبصورت امریکن لڑکی اسے بار بار گردن گھما کر دیکھ لیتی ہے۔ اس لڑکی کے بال سونے کی طرح سنہری تھے۔

اس نے سفید ریشمی قمیص اور جورڈیلش کی نیلی جینز پہن رکھی تھی ناگ سوچنے لگا کہ یہ لڑکی اسے کیوں تک رہی ہے؟ اتنے میں وہ لڑکی اٹھ کر ناگ کے پاس آ گئی اور مسکرا کر بولی:

"کیا تم ملک شام کے رہنے والے ہو؟"

امریکہ میں اگر کوئی شخص کسی کو بلانا چاہے تو بلا جھجک بلا لیتا ہے۔

ناگ نے کہا:

"نہیں۔ میں ملک مصر کا رہنے والا ہوں۔"

لڑکی نے ہاتھ بڑھا کر کہا:

"میرا نام شیلی ہے۔ شیلی شمٹ۔ اور تمہارا نام؟"

ناگ نے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا:

"مجھے ناگ کہتے ہیں۔"

لڑکی نے سنہری بالوں کو پیچھے جھٹک کر چونکتے ہوئے کہا:

"یہ تو بھارت میں کوبرا سانپ کو کہتے ہیں۔"

ناگ حیران ہوا کہ اس امریکی لڑکی کو کوبرا سانپ کا کیسے علم ہو گیا۔

لیکن لڑکی نے بہت جلد اس کی حیرانی دور کر دی:

"میں اپنے باپ کے ساتھ چھ سات برس بھارت کے شہر مدراس میں رہ چکی ہوں۔ کیا تم میرے ساتھ کافی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پینا پسند کرو گے؟"

ناگ اس لڑکی کے ساتھ کاؤنٹر پر آ گیا اور وہ کافی پینے لگے۔ لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا:

"تم حیران ہو گے کہ میں نے تمہیں کیوں بلا لیا؟ بات اصل میں یہ ہے کہ یہاں ایک آدمی مجھے اپنے ساتھ لے جانا چاہتا ہے۔ میں اسے پسند نہیں کرتی۔ میں نے تمہیں اس لیے اپنے ساتھ رکھ لیا ہے کہ اسے کہہ سکوں کہ میرا بوائے فرینڈ میرے ساتھ ہے۔ اس لیے میں تمہارے ساتھ نہیں جا سکتی۔ ہے تو یہ خود غرضی مگر مجھے امید ہے کہ تم میری اس خود غرضی کو معاف کر دو گے۔ میں اس آدمی کے ساتھ نہیں جانا چاہتی۔ وہ جرائم پیشہ آدمی ہے اور دو بار جیل جا چکا ہے۔"

ناگ مسکرایا:

"کوئی بات نہیں شلی! میں تھوڑی دیر کے لیے تمہارا بوائے فرینڈ بننے کو تیار ہوں۔"

امریکی لڑکی نے آہستہ سے کہا:

"وہ آ رہا ہے۔"

ناگ نے گھوم کر دیکھنے کی ضرورت محسوس نہ کی۔ وہ خاموشی سے کاؤنٹر کے ساتھ لگ کر سٹول پر بیٹھا کافی پیتا رہا۔ اتنے میں ایک بھاری بھرکم باکسر قسم کا امریکی وہاں آیا اور

اس نے شلی کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا:

"شلی! میرے ساتھ چلو۔"

شلی نے اپنی گھبراہٹ چھپاتے ہوئے مسکرا کر کہا:

"سوری رکی! میرا بوائے فرینڈ میرے ساتھ ہے۔ پھر کبھی سہی۔"

ناگ نے دیکھا کہ امریکی بڑا طاقتور تھا اور شکل سے ہی قاتل اور ڈاکو لگ رہا تھا۔ اس نے شلی کو بازو سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا:

"تمہیں میرے ساتھ چلنا ہو گا۔"

شلی نے ہاتھ جھٹک کر غصے سے کہا:

"تم میرے ساتھ زبردستی نہیں کر سکتے۔ میں پولیس کو بلا لوں گی۔"

دوسرے لوگ بھی ادھر دیکھنے لگے۔ امریکی بدمعاش رکی خاموش ہو گیا۔ غصے سے اس کا خون کھول رہا تھا۔ مگر وہ جانتا تھا کہ امریکہ میں کوئی کسی کے ساتھ زبردستی نہیں کر سکتا۔ غصے سے پھنکارتے ہوئے بولا:

"او۔ کے! میں تمہیں دیکھ لوں گا اور تمہارے اس بوائے فرینڈ سے بھی نمٹ لوں گا۔"

امریکی بدمعاش چلا گیا۔ شلی پرس سے کنگھی نکال کر اپنے سنہری بالوں میں پھیرتے ہوئے بولی:

"میں ایک شریف باپ کی بیٹی ہوں۔ یہ غنڈہ میرے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پیچھے لگا ہوا ہے۔ مجھے تنگ کرتا رہتا ہے۔ میں پولیس میں بھی رپورٹ کر چکی ہوں۔ مگر یہ پولیس کو جُل دے کر بھاگ جاتا ہے۔ اب تو مجھے اس سے جان کا خطرہ پڑ گیا ہے۔"

ناگ خاموش بیٹھا تھا۔ اس نے کہا:

"کیا اب میں جا سکتا ہوں؟ تمہارا دشمن چلا گیا ہے۔"

شیلی نے بے اختیار ناگ کا ہاتھ پکڑ کر کہا:

"کیا تم مجھے میرے گھر نہیں پہنچاؤ گے۔ میں تمہاری بہت بہت شکر گزار ہوں گی۔"

ناگ کہنے لگا:

"اگر تم چاہتی ہو تو میں تمہیں تمہارے گھر چھوڑے دیتا ہوں۔ تم کہاں رہتی ہو؟"

"ڈیل سٹی میں — یہاں سے بیس منٹ کا راستہ ہے۔ میرے پاس کار ہے۔"

ناگ امریکی لڑکی شیلی کو لے کر ہوٹل کی لابی سے باہر نکل آیا۔ باہر کتنی ہی موٹر کاریں کھڑی تھیں۔ سڑک پر بھی موٹریں آ جا رہی تھیں۔ سرد ہوا چل رہی تھی۔ آسمان پر ہلکے سے بادل چھائے ہوئے تھے۔ ناگ امریکی لڑکی شیلی کے ساتھ کار کی اگلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ شیلی نے کار پارکنگ لاٹ سے باہر نکالی اور سڑک پر آ گئی۔ وہ روٹ ففٹی سے نکل کر ڈیل سٹی جانے والی سڑک پر

آئی تو اس نے کار کے شیشے میں سے پیچھے دیکھ کر کہا:

"وہ ہمارا تعاقب کر رہا ہے۔"

ناگ نے کہا:

"پھر کیا ہوا۔ وہ تمہارا کیا کر لے گا۔"

شیلی گھبرا گئی تھی۔ کہنے لگی:

"وہ میری جان کا دشمن ہے۔ مجھے اس سے اپنی جان کا خطرہ ہے۔ یہ پہلے بھی ایک لڑکی کو قتل کر کے جیل بھگت چکا ہے۔"

ناگ نے سکون سے کہا:

"تم خاموشی سے موٹر چلاؤ۔ کچھ نہیں ہو گا۔"

امریکی غنڈہ رکی اپنی موٹر کو نکال کر شیلی کی کار کے برابر لے آیا اور اس کی طرف غضب ناک نظروں سے دیکھ کر چلایا:

"تم مجھ سے بچ کر کہیں نہیں جا سکو گی شیلی! اب بھی وقت ہے میرے ساتھ چلی چلو۔ میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔"

شیلی نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس وقت بوندا باندی شروع ہو گئی۔ ڈیل سٹی کا علاقہ واشنگٹن شہر سے پچاس میل کے فاصلے پر تھا۔ کار ایک ویران سڑک پر جا رہی تھی۔ جس کے پاس درختوں کے جھنڈ تھے۔ غنڈہ رکی کار کو آگے لے گیا اور پھر شیلی کی کار کو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مجبور کر دیا کہ وہ سڑک کی ایک طرف کچی سڑک پر جنگل کی طرف اتر جائے۔ شیلی مجبور ہو گئی۔ اگر وہ جنگل والی کچی سڑک پر نہ آتی تو اس کی موٹر اُلٹ جاتی۔ جنگل میں آ کر امریکی غنڈے نے کار روک دی اور باہر نکل کر شیلی کی کار کے بونٹ پر زور سے لات مار کر بولا:

"اب میں دیکھوں گا کہ تمہارا بوائے فرینڈ تمہیں مجھ سے کیسے بچاتا ہے۔ سیدھی طرح میرے ساتھ چلی چلو۔"

اس کے ساتھ ہی امریکی غنڈے نے پستول نکال لیا۔ امریکی لڑکی شیلی کا رنگ زرد ہو گیا۔ اس کے ہونٹ کپکپانے لگے۔

ناگ نے شیلی سے کہا:

"جیسے میں کہتا ہوں۔ ویسے ہی کرو۔ چپکے سے اس کی موٹر میں جا کر بیٹھ جاؤ۔ باقی میں سنبھال لوں گا"

شیلی ڈرتی ڈرتی کار سے باہر نکل آئی۔ امریکی غنڈے نے مکارانہ ہنسی کے ساتھ کہا:

"میرے دل کا اور میری کار کا دروازہ کھلا ہے۔ اگر تم نے کسی قسم کی کوئی حرکت کی تو میرے پستول کی گولی اپنا نشانہ خوب پہچانتی ہے۔"

شیلی نکلنے کو تو گاڑی سے باہر نکل آئی تھی مگر اس نے دل میں فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ مرنا گوارا کر لے گی مگر ایک قاتل اور غنڈے کے ساتھ شادی نہیں کرے گی۔ وہ پیچھے سے ہو

کر کار کی اگلی سیٹ کی طرف آئی تو اس نے دیکھا کہ جنگل میں درختوں کے درمیان ایک راستہ جاتا تھا۔ وہ بجلی کی سی تیزی کے ساتھ ذرا جھکی اور جنگل کو جانے والے راستے پر بھاگ نکلی۔ غنڈے نے گولی چلا دی۔ شیلی بچ گئی تھی۔ امریکی قاتل اس کے پیچھے بھاگ کھڑا ہوا۔ ناگ یہ سارا ڈرامہ دیکھ رہا تھا۔ اب وقت آگیا تھا کہ وہ ایک بے گناہ امریکی لڑکی کی مدد کرے۔

ناگ گاڑی میں سے نکل کر جنگل کے درختوں میں تیز تیز قدموں سے ایک طرف چلنے لگا۔ یہ پہاڑی جنگل تھا اور بہت گنجان تھا۔ جگہ جگہ جھاڑیاں اُگی ہوئی تھیں۔ شیلی جنگل میں بھاگی جا رہی تھی۔ امریکی قاتل اس کے پیچھے لگا تھا۔ شیلی چھوٹے ٹیلوں پر سے ہو کر دوسری طرف نکل گئی۔ امریکی قاتل بھی اس طرف آگیا۔ شیلی درختوں اور جھاڑیوں میں گم ہو گئی تھی۔ قاتل غصے میں لال سرخ ہو رہا تھا۔ اس نے دو تین فائر بھی کیے۔ وہ ٹیلے کی چڑھائی چڑھ کر پہاڑی کی چوٹی پر آ گیا۔ دوسری طرف گہری کھڈ تھی۔ اس کا سانس پھولا ہوا تھا۔ وہ شیلی کو گالیاں دے رہا تھا اور بار بار چیختا تھا:

"میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ اس جنگل میں تمہاری قبر بنے گی۔ جہاں ہو باہر نکل آؤ۔"

اچانک ایک درخت کے پیچھے سے ایک آدمی نکل کر اس کے سامنے آگیا۔ امریکی قاتل رکی نے پستول تان لیا۔ پھر پستول اس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے ہاتھ میں پکڑا رہ گیا۔ اس میں اتنی جرأت نہ ہوئی کہ گولی چلائے۔ وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے اپنے سامنے کھڑے آدمی کو تک رہا تھا۔ وہ جو کچھ دیکھ رہا تھا۔ اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ اس کے سامنے بالکل اسی کی شکل کا ایک اور امریکی قاتل کھڑا تھا۔ ہو بہو وہی شکل۔ وہی ناک نقشہ۔ اس کے ہاتھ میں پستول نہیں تھا۔ یہ ناگ تھا جو خفیہ منتر پڑھ کر امریکی قاتل ہکی کی شکل اختیار کر کے اس کے سامنے آ گیا تھا۔

ناگ نے مسکرا کر کہا:

"کیا تم اپنے آپ پر گولی چلاؤ گے۔ میں تمہارا ہمزاد ہوں ہمیشہ تمہارے ساتھ ساتھ رہتا ہوں۔ اب اس لڑکی کی جان بچانے کے لیے تمہارے سامنے آ گیا ہوں۔ دیکھ لو میری شکل تمہاری شکل ہے۔ میرا قد کاٹھ اور جسم اور لباس بالکل تمہاری طرح کا ہے۔ اگر تم مجھ پر گولی چلاؤ گے یہ گولی سیدھی تمہارے دل میں جا کر لگے گی۔ میں تو زندہ رہوں گا۔ کیوں کہ میں تمہارا ہمزاد ہوں۔ مگر تم ہلاک ہو جاؤ گے۔"

امریکی قاتل ہکی کی گھگھی بندھ گئی تھی۔ رنگ فق تھا۔ ہونٹ خشک ہو گئے تھے۔ اس نے ایسا منظر زندگی میں پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اس کے ہاتھ سے پستول گر گیا اور وہ ڈر کر پیچھے ہٹنے لگا۔ ناگ نے ہاتھ اٹھا کر کہا:

"تمہارے پیچھے کھڈ ہے۔ ادھر مت جاؤ۔"

مگر امریکی قاتل دہشت زدہ تھا۔ وہ پیچھے ہٹتا گیا اور پھر اس سے پہلے کہ ناگ اسے پکڑے وہ ایک چیخ کے ساتھ نیچے گہری کھڈ میں جا گرا۔ ناگ نے پستول بھی اس کے ساتھ ہی کھڈ میں پھینک دیا اور واپس پلٹا تو سامنے امریکی لڑکی شیلی کھڑی تھی۔ اس نے اپنے سامنے امریکی قاتل کو دیکھا تو چیخ مار کر پیچھے بھاگی۔ ناگ لپک کر جنگل میں دوسری طرف نکل گیا۔ ایک جگہ جھاڑیوں کے پاس جا کر اس نے اپنی اصلی شکل اختیار کی اور ایک چکر کاٹ کر شیلی کے راستے میں آ کر کھڑا ہو گیا۔ سامنے سے شیلی بھاگتی ہوئی آ رہی تھی۔

ناگ کو دیکھ کر وہ چلائی:

"وہ میرا پیچھا کر رہا ہے۔ مجھے بچاؤ۔"

ناگ نے اسے اپنے بازوؤں میں تھام لیا اور تسلی دیتے ہوئے کہا:

"ڈرو نہیں شیلی! وہ اب اس دنیا میں نہیں ہے۔"

"مگر میں نے اسے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ وہ ٹیلے کی چوٹی پر کھڑا تھا۔"

ناگ نے کہا:

"یہ تمہارا وہم تھا۔ آؤ میں تمہیں اس کی لاش دکھاتا ہوں۔"

اور ناگ شیلی کو لے کر ٹیلوں میں سے ہوتا نیچے کھڈ میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آ گیا۔ یہاں امریکی قاتل کی لاش پتھروں میں بے جان پڑی تھی۔ شیلی کو اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ کیوں کہ اس نے خود اپنی آنکھوں سے امریکی قاتل کو زندہ حالت میں ابھی ابھی پہاڑی کی چوٹی پر دیکھا تھا۔ ناگ اسے ساتھ لے کر کچی سڑک پر آ گیا جہاں شیلی کی گاڑی کھڑی تھی۔ شیلی اس پریشانی سے گزرنے کے بعد کمزور اور نیم جان سی دکھائی دے رہی تھی۔ اس نے ناگ سے کہا:

"مجھے میرے گھر چھوڑ آؤ"

ناگ اس کے ساتھ اگلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ شیلی گاڑی سٹارٹ کر کے اپنے گھر کی طرف روانہ ہو گئی۔ شیلی کا گھر سٹی ڈیل میں دریائے پوٹامک کے شمالی کنارے سے کوئی دو سو گز کے فاصلے پر تھا۔ یہ درختوں میں گھرا ہوا لکڑی کا ایک پرانا سا کاٹیج تھا۔ جس کی چمنی میں سے دھواں نکل رہا تھا۔ سامنے احاطے میں مرغیاں دانہ چگ رہی تھیں۔ شیلی نے مکان کے سامنے گاڑی روک دی:

"میں تمہیں اپنے باپ سے ملاتی ہوں۔ وہ تمہیں مل کر بڑا خوش ہو گا اور تمہارا شکریہ ادا کرے گا کہ تم نے اس کی بیٹی کی عزت بچائی"

ناگ نے گاڑی سے اترتے ہوئے پوچھا:

"تمہارا باپ کیا کرتا ہے؟"

شیلی نے کہا:

"وہ کلبوں اور ہوٹلوں میں جا کر سانپوں کے کھیل تماشے دکھاتا ہے۔ اس نے کتنے ہی سانپ پال رکھے ہیں۔

آؤ۔ تمہیں دکھاتی ہوں"

ناگ ایک دم سے ٹھٹھک گیا۔ وہ ایسے آدمی سے نہیں ملنا چاہتا تھا۔ مگر شیلی اسے ہاتھ سے پکڑ کر مکان کے اندر لے گئی۔ شیلی کا باپ چولہے کے پاس کھڑا انڈا تل رہا تھا۔ گول میز پر کافی کی چینک اور پیالیاں پڑی تھیں۔ بند کمرہ گرم تھا اور عجیب قسم کی پر اسرار سی بو پھیلی ہوئی تھی۔ شیلی نے ناگ سے اپنے باپ کا تعارف کروایا اور سارا ماجرا بیان کیا۔ شیلی کے باپ نے ناگ کو غور سے دیکھا اور ذرا سا چونکا۔ پھر مسکرایا اور ناگ کا شکریہ ادا کرنے لگا کہ اس نے اس کی بیٹی کی جان بچائی۔ شیلی کا باپ ادھیڑ عمر کا دبلا سا امریکی تھا۔ سر درمیان سے گنجا تھا۔ رنگ امریکیوں کی طرح گورا نہیں تھا۔ سانولا سا ہو گیا تھا۔ صاف لگتا تھا کہ وہ افریقہ اور ہندوستان کے گرم جنگلوں میں سانپوں کی تلاش میں گھومتا پھرتا رہا ہے۔ آنکھوں میں ایک مقناطیسی چمک تھی۔ ناگ اس سے ملنے کو بالکل تیار نہیں تھا مگر تقدیر اسے امریکی لڑکی پورشیا کی عذاب میں گرفتار روح کی نجات کے لیے یہاں لے آئی تھی۔ یہ ہمیں آگے چل کر معلوم ہو گا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

شیلی کے باپ کا نام گرینڈلے تھا۔ وہ سانپوں کا بڑا ماہر تھا اور اس کی ساری زندگی سانپوں کو پکڑتے اور ان سے کھیل تماشے کرتے گذری تھی۔ ناگ نے سوچا کہ اسے وہاں سے چلے جانا چاہیے۔ خوامخواہ سانپوں کے چکر میں پڑنے کی کیا ضرورت ہے۔ ابھی اسے مسلمان بزرگ یاقوت یمانی کی تلاش کی مہم پر بھی نکلنا تھا۔ اس نے پورشیا کے باپ گرینڈلے سے اجازت لینی چاہی تو وہ بولا:

"نہیں بیٹا تمہیں ہمارے ساتھ کھانا کھا کر جانا ہوگا اور پھر آج واشنگٹن کے کولمبس ہوٹل میں میرا تماشہ بھی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تمہیں اپنے ساتھ لے چلوں۔ وہاں سو ڈالر ٹکٹ ہے۔ مگر تم میرے ساتھ مفت چلو گے"

ناگ نے فیصلہ کیا کہ وہ کھانا کھا کر چلا جائے گا۔ گرینڈلے نے ناگ اور شیلی کے ساتھ مل کر ناشتہ کیا اور پھر ناگ کو اپنے سانپ دکھانے مکان کی دوسری منزل پر لے گیا۔ یہاں شیشے کے مرتبانوں میں کئی قسم کے چھوٹے بڑے زہریلے پھندار سانپ بند تھے۔ ناگ کے دوسری منزل پر آتے ہی سانپوں میں ایک ہل چل سی مچ گئی۔ مرتبانوں میں انہوں نے اچھلنا اور پھنکارنا شروع کر دیا۔ گرینڈلے نے ایک مرتبان کی طرف ہاتھ بڑھایا تو سانپ زور سے پھنکارے۔ اس نے ہاتھ پیچھے ہٹاتے ہوئے کہا:

"آج انہیں کیا ہو گیا ہے۔ یہ تو بڑے غضب ناک ہو رہے ہیں"

ناگ کو معلوم تھا کہ سانپ اس کی وجہ سے بے چین ہو رہے ہیں۔ سانپوں نے ناگ دیوتا کی مقدس بو سونگھ لی تھی۔ اور اب وہ بے تاب تھے کہ مرتبانوں سے باہر نکل کر ناگ دیوتا کو سجدہ کریں۔ ناگ خاموش رہا۔ شیلی کا باپ بڑا حیران تھا کہ ان سانپوں کو آج کیا ہو گیا ہے۔ وہ تو اسے دیکھ کر بڑے سکون اور پیار کے ساتھ اپنی دُمیں ہلایا کرتے تھے۔ ان سانپوں میں ایک سانپ رٹیل سینک بھی تھا جسے چند روز ہوئے گرینڈلے نے کیلے فورنیا کے صحرا میں پکڑا تھا۔ یہ سانپ بھی مرتبان میں بڑے جوش میں چکر لگا رہا تھا۔ گرینڈلے بولا:

"میرا خیال ہے موسم کے اثر کی وجہ سے سانپ بے چین ہیں۔ ابھی نیچے چلتے ہیں۔ کھانے کے بعد تمہیں ان کے تماشے دکھاؤں گا۔ یہ میرے دوست ہیں۔ کئی سانپ تو رات کو میرے ساتھ بستر میں سو جاتے ہیں"

گرینڈلے ناگ کو لے کر مکان کی نچلی منزل میں آ گیا:

شیلی دوپہر کا کھانا تیار کرنے میں لگی ہوئی تھی۔ گرینڈلے اور ناگ میز پر بیٹھ گئے اور گرینڈلے ناگ کو افریقہ کے جنگل کے قصے سنانے لگا کہ کس طرح وہ تن تنہا دلدلی جنگل

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں نکل جاتا اور سانپوں کو زندہ پکڑتا۔ شیلی کسی کام سے مکان کی دوسری منزل میں گئی۔ تھوڑی دیر بعد اوپر سے اس کی چیخ کی آواز سنائی دی۔ اس کا باپ گرینڈلے اور ناگ بھاگ کر اوپر گئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک مرتبان کا ڈھکنا کھلا پڑا ہے اور اس میں سے ریٹل سینک باہر نکل کر شیلی کی گردن سے لپٹا ہوا ہے۔ شیلی کی آنکھیں باہر کو اُبل آئی تھیں اور اس کے منہ سے ہلکی ہلکی چیخیں نکل رہی تھیں۔ اس کے باپ نے کہا:

"حرکت نہ کرنا شیلی۔ میں آ رہا ہوں۔"

اس سے پہلے کہ ناگ سانپ کو اترنے کا حکم دیتا گرینڈلے نے ایک ہاتھ سے اپنے گلے میں لٹکے ہوئے تعویذ کو قمیض سے باہر نکالا۔ اسے سانپ کے آگے لہرایا اور کہا:

"یمانی کے حکم سے واپس چلا جا۔"

یمانی کا نام سن کر ناگ چونک پڑا۔ سانپ بھی یمانی کا نام سن کر وہیں نرم پڑ گیا اور بڑے آرام سے شیلی کی گردن سے اتر کر مرتبان میں داخل ہو گیا۔ گرینڈلے نے جلدی سے مرتبان کا ڈھکنا بند کر دیا۔ دوسرے مرتبانوں میں سانپ ایک بار پھر ناگ کو دیکھ کر جوش میں آ گئے تھے اور باہر نکلنے کی کوشش کر رہے تھے۔ گرینڈلے نے اپنی نیم بے ہوش بیٹی شیلی کو گلے سے لگا لیا اور نیچے لا کر گرم گرم دودھ پلایا تو اس کی جان

میں جان آئی۔

"یہ ابھی وحشی سانپ ہے۔ وہ ایک روز میں ٹھیک ہو جائے گا۔"

شیلی نے بتایا کہ وہ غضب ناک ہو کر مرتبان سے باہر آ گیا تھا اور پھر اس کی گردن سے لپٹ گیا۔ ناگ نے گرینڈلے سے پوچھا کہ یہ یمانی کون تھا جس کا تعویذ اس نے اپنے گلے میں ڈال رکھا ہے۔

گرینڈلے کہنے لگا:

"پچھلے سال میں سانپوں کی تلاش میں ہندوستان کے شہر مدراس گیا ہوا تھا۔ وہاں میں نے ایک بزرگ کی بڑی خدمت کی۔ انہوں نے مجھے یہ تعویذ دے کر کہا کہ کتنا ہی زہریلا سانپ کیوں نہ ہو یہ تعویذ اسے دکھا کر یمانی کا حکم سنانا وہ تمہارا غلام ہو جائے گا۔"

ناگ نے پوچھا:

"کیا اس بزرگ کا نام یمانی تھا؟"

گرینڈلے نے کہا:

"نہیں۔ یمانی اس بزرگ کے مرشد کا نام ہے۔"

"وہ کہاں رہتے ہیں؟" ناگ نے پوچھا۔

گرینڈلے بولا:

"یہ مجھے نہیں معلوم۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ نے پوچھا:

"مدراس میں یہ بزرگ جو یمانی کے مرید ہیں کس مقام پر ہیں اور ان کا نام کیا ہے؟"

گرینڈلے نے ناگ کو بتایا کہ اس بزرگ کا نام القادری تھا اور وہ مدراس سے چار سو میل دور رامیشورم کے پرانے مندروں کو جانے والی سڑک کے کنارے ایک پرانی مسجد کے حجرے میں رہتے ہیں۔

"مگر تم یہ سب کچھ کیوں پوچھ رہے ہو؟" گرینڈلے نے سوال کیا۔

ناگ مسکرا دیا:

"بس یونہی۔ اپنی معلومات کے لیے۔"

شام کو پورشیا کا باپ ناگ کو اپنے ساتھ کولمبس ہوٹل لے جانے کی تیاری کرنے لگا۔ اس نے سانپوں کے بادشاہ کا سا لباس پہنا اور دوسری منزل میں آ کر سانپوں کے مرتبانوں کے پاس آیا کہ انہیں اٹھا کر سوٹ کیس میں بند کر کے کولمبس ہوٹل اپنے ساتھ لے جا کر وہاں کھیل دکھائے۔ ناگ کو دیکھ کر سانپ پھر جوش میں آ گئے تھے۔ گرینڈلے حیران تھا کہ یہ قصہ کیا ہے۔ انہیں آج کیا ہو رہا ہے۔

"ایسا لگتا ہے کہ یہ مجھے آج کھیل نہیں دکھانے دیں گے۔"

جونہی شیلی کا باپ گرینڈلے سانپوں کے مرتبانوں کے پاس

یا سانپوں نے مرتبانوں کے ڈھکن تڑاخ سے توڑ ڈالے اور سارے سانپ مرتبانوں سے باہر نکل آئے۔ وہ پریشان ہو کر پیچھے ہٹا کہ سانپوں کو قابو میں کرے مگر سانپوں نے اپنے پھن اور گردنیں اٹھائیں اور ناگ کے سامنے آ کر کنڈلیاں مار کر بیٹھ گئے اور جھومنے لگے۔ پھر سارے کے سارے سانپ سجدے میں گر گئے اور اپنے سر ناگ کے سامنے فرش پر لگا دیئے۔

گرینڈلے کی آنکھیں حیرت سے کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ ماجرا کیا ہے۔ کبھی وہ سانپوں کو اور کبھی ناگ کو حیرانی سے تکتا۔ ناگ نے اپنا ہاتھ فضا میں بلند کیا اور سانپوں کی زبان میں کہا:

"میں نے تمہاری سلامی قبول کی۔ اب تم واپس مرتبانوں میں چلے جاؤ تا کہ تمہارا مالک ہوٹل میں جا کر تماشا دکھا سکے۔ یہ اس کی روزی کا معاملہ ہے۔"

سانپوں نے فرش کے ساتھ لگی ہوئی گردنیں اٹھائیں اور بڑی خاموشی سے اپنے اپنے مرتبانوں میں چلے گئے۔ پورشیا کا باپ اور زیادہ حیران ہوا جب سانپ مرتبانوں میں چلے گئے اس نے ناگ کی طرف دیکھ کر کہا:

"یہ میں نے کیا دیکھا ہے؟ سچ سچ بتاؤ تم کون ہو؟"

ناگ نے کہا: "میں بھی تمہاری طرح سانپوں کا ماہر ہوں۔"

گرینڈلے نے کہا: "نہیں۔ سانپوں نے تمہیں سجدہ کیا ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وہ سانپوں کے ماہر کو سجدہ کرتے تو سب سے پہلے مجھے سجدہ کرتے۔ تم کوئی اور شے ہو۔"

ناگ نے کہا: "میں تو محض ایک انسان ہوں۔"

اتنا کہہ کر ناگ نے گہرا سانس لیا اور زرد رنگ کی چڑیا بن کر اڑ گیا۔ گرینڈلے کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔ ناگ اُڑ کر دریا کے کنارے آ گیا اور انسانی شکل میں آ کر واشنگٹن کے ہوائی اڈے ڈلیس ائر پورٹ کی طرف روانہ ہو گیا۔ اب اس کی منزل ہندوستان کا شہر مدراس تھی جہاں وہ القادری بزرگ سے مل کر یاقوت یمانی بزرگ کی روح سے عذاب میں گرفتار امریکی لڑکی کی روح کی معافی کی سفارش کرنا چاہتا تھا۔

o

ناگ کی چھ سو سال پہلے کے بزرگ یاقوت یمانی سے ملاقات کیسے ہوئی؟

عنبر مصر میں کس مقام پر ظاہر ہوا؟

ماریا پر ایک لونڈی کی شکل میں کیا گذری؟

ان تینوں کی ملاقات کہاں ہوئی؟

ان سوالوں کے جواب عنبر ناگ ماریا کی واپسی کی اگلی قسط میں پڑھیے گا جس کا نام "ناگ اور ناگن رنگا متی" ہے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

موت کے تعاقب کی وا

عنبر ناگ ماریا

۵ ہزار سالہ سفر کی پُر اسرار اور سنسنی خیز داستان

مُصنّف: اے حمید

۱۔ لاش سے ملاقات	۵/-	۲۴۔ آسیب کی رات	۵/-	۴۷۔ خون کی آبشار	۷/۵۰
۲۔ جہاز ڈوب گیا	۵/-	۲۵۔ ۹۹ سیڑھیوں کا راز (سلور جوبلی نمبر)	۱۵/-	۴۸۔ شیشے کی آنکھ پتھر کا دل	۷/۵۰
۳۔ مندر کی چڑیل	۵/-	۲۶۔ عنبر پھانسی کی کوٹھڑی میں	۵/-	۴۹۔ خونی لومڑی	۷/۵۰
۴۔ پُراسرار غار کی مورتی	۵/-	۲۷۔ ماریا اور جادوگر سانپ	۵/-	۵۰۔ کھوپڑیوں کا محل (گولڈن جوبلی نمبر)	۱۵/-
۵۔ ناگ لندن میں	۵/-	۲۸۔ نقلی ناگ کی سازش	۵/-	۵۱۔ ماریا بوتل میں بند ہو گئی	۷/۵۰
۶۔ تابوت میں سانپ	۵/-	۲۹۔ بابل کی بد رُوحیں	۴/-	۵۲۔ خون کی پیاس	۷/۵۰
۷۔ موت کا دریا	۵/-	۳۰۔ قبر کی دُلہن (خاص نمبر)	۷/۵۰	۵۳۔ ناگ اور سپر مین	
۸۔ سانپ کا انتقام	۵/-	۳۱۔ آدھا گھوڑا آدھا انسان	۵/-	۵۴۔ پتھریلی آنکھ والا جاسوس	
۹۔ سانپ کی آواز	۵/-	۳۲۔ ناگ ناگن مقابلہ	۶/-	۵۵۔ ناگ اور ناگن رنگا متی	
۱۰۔ ناگ کا قتل	۵/-	۳۳۔ ایک آنکھ والی عورت	۶/-	۵۶۔ چار پُراسرار سپیرے	
۱۱۔ شاہ بلوط کا خزانہ	۵/-	۳۴۔ مُردوں کی شہزادی	۶/-	۵۷۔ امبا دیوی کی مورتی	
۱۲۔ پتھر کا ہاتھ	۵/-	۳۵۔ سانپوں کا دربار	۶/-	۵۸۔ خفیہ منتر کی تلاش	
۱۳۔ طوفانی سمندر کا بھوت	۵/-	۳۶۔ قبر اور ڈھانچہ	۶/-	۵۹۔ موت کا وعدہ	
۱۴۔ ڈائنا سورس کا جزیرہ	۵/-	۳۷۔ عقرب دیوتا کا پجاری	۶/-	۶۰۔ اور قبر کھل گئی	
۱۵۔ سیاہ پوش سایہ	۵/-	۳۸۔ کٹا ہوا زندہ ہاتھ	۶/-	۶۱۔ شاہی لاش کا راز	
۱۶۔ انسانی تتلی	۵/-	۳۹۔ عنبر لاہور میں	۶/-	۶۲۔ ماریا قتل ہو گئی	
۱۷۔ سانپوں کا جنگل	۵/-	۴۰۔ چڑیلوں کی ملکہ (خاص نمبر)	۱۳/-	۶۳۔ خالی تابوت یاقوتی سانپ	
۱۸۔ ماریا اور بن مانس	۵/-	۴۱۔ مُردہ ہونٹ اور ماریا	۸/-	۶۴۔ ماریا اور ممی کی لاش	
۱۹۔ قبر نما انسان	۵/-	۴۲۔ رات کا کالا کفن	۶/-	۶۵۔ نیلی قبر کا خفیہ راستہ	
۲۰۔ لکشمی دیوی کا انتقام	۵/-	۴۳۔ کھنڈر رات کی بد رُوحیں	۶/-	۶۶۔ عنبر سانپ بن گیا	
۲۱۔ ناگ اور جادوئی ترشول	۵/-	۴۴۔ ممبا طوش اور ناگ	۶/-		
۲۲۔ ناگ عنبر مقابلہ	۵/-	۴۵۔ ماریا سونے کی مورتی	۶/-		
۲۳۔ لاش کی چیخ	۵/-	۴۶۔ ناگ غائب ہو گیا	۷/۵۰		

پتا مکتبہ اقرأ - ۱۴/ بی شاہ عالم مارکیٹ، لاہور